REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم　و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۲　　شمارہ ۳، ۴

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم
نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پونڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پونڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

۲۷ رجب / ۴ شعبان ۱۴۱۳ ہجری　　۲۱/۲۸ صلح ۱۳۷۲ ہش　　۲۱/۲۸ جنوری ۱۹۹۳ء

اخبارِ احمدیہ

بفضلہٖ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احبابِ کرام اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر و خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں نمایاں کامیابی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن حضور انور کا حامی و ناصر رہے۔ آمین ⁂

رنگبو (شری لنکا) میں جماعت احمدیہ کے پندرھویں ۱۵ جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

● حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور پیغام۔ ● ساٹھ افراد کا قبولِ احمدیت
● ایک احمدیہ لائبریری کی عمارت کا سنگِ بنیاد ● ایک اور احمدیہ لائبریری کا افتتاح !!

(رپورٹ مرتبہ: مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ)

مرکزی ہدایت کے مطابق پچھلے سالوں کی طرح امسال بھی خاکسار کو تقریباً ایک ماہ کے لئے شری لنکا جانے اور وہاں کے سالانہ جلسہ اور دیگر پروگراموں میں شرکت کی توفیق ملی۔ خاکسار مورخہ ۲۳ر نومبر کو بذریعہ طیارہ مدراس سے روانہ ہو کر کولمبو پہنچا۔

پیسیالہ میں تبلیغی جلسہ عام

مورخہ ۲۸ر نومبر کو جماعت احمدیہ پیسیالہ میں ایک تبلیغی جلسہ عام منعقد ہوا۔ یہ جلسہ دو نشستوں میں یعنی صبح ۱۰ بجے تا ایک بجے اور ۲ بجے تا ۵ بجے ہوا۔ چار مقامی مقررین کے علاوہ خاکسار نے دونوں سیشنوں کو مخاطب کر کے اختلافی مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ بہت سارے غیر احمدی دوست بیٹھے تمام تقاریر سنتے رہے۔

"جماعۃ المسلمین" سے ایک جلسہ عام میں مباحثہ

شری لنکا میں ایک نیا فرقہ "جماعۃ المسلمین" کے نام سے ابھرا ہے۔ ان لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اس فرقے کے علاوہ مسلمانوں کے تمام فرقے اور جماعتیں غیر مسلم اور کافر ہیں۔ ان لوگوں کا مرکز کراچی کے ناظم آباد میں ہے۔ ان کا ایک خلیفہ ایک امام ایک امیر اور ایک سلطان ہے۔ موجودہ امیر کا نام مسعود احمد ہے۔ ان کی بیعت لازمی ہے ورنہ کافر سمجھے جاتے ہیں۔ اس جماعت المسلمین کے شری لنکا کے امیر اور بعض احباب کی خواہش پر مورخہ ۲۸ر نومبر کو مسجد احمدیہ کولمبو میں ایک مباحثہ کا انتظام کیا گیا۔ اس جماعت کے امیر مولوی عمر علی صاحب مع ۱۵ / ۲۰ ساتھیوں کے مسجد احمدیہ میں آئے۔ کولمبو اور نگمبو جماعتوں سے ایک صد کے قریب احمدی احباب اور کچھ دیگر غیر احمدی افراد بھی آئے ہوئے تھے۔

سب سے پہلے ان کے امیر صاحب نے ۳۰ منٹ تقریر کر کے اپنے عقائد پیش کئے۔ ان کی ساری تقریر بے بنیاد تھی۔ خاکسار نے جواباً ایک گھنٹہ تقریر کی جس میں ان کی تقریر کا جواب دینے کے بعد وہی الجماعۃ اور ما انا علیہ و اصحابی کی بنیاد پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور خلافت احمدیہ کے قیام کے بارے میں وضاحت کی۔ اس کے جواب میں ان میں سے ایک اور مولوی نذیر احمد صاحب نے تقریر کر کے خاکسار نے جتنی بھی حدیثیں پیش کی تھیں یعنی ما انا علیہ و اصحابی۔ لا یبقیٰ من الاسلام..... او کان الایمان معلقاً..... حدیث کسوف و خسوف۔ آمد مجددین وغیرہ تمام احادیث کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ سب حدیثیں ضعیف اور جھوٹی ہیں۔ بہرحال خاکسار کی کسی ایک بات کی بھی تردید ان سے نہیں بن پڑی۔ ادھر ادھر باتوں میں ہی اپنا وقت گزار دیا۔ خاکسار نے ان کی تقریر کا جواب دیا۔ اس کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ آئندہ تحریری مباحثہ ہوگا۔ بہرحال اس تین گھنٹے کی تقریب کا ہمارے احمدی احباب اور زیر تبلیغ افراد پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اس کا باقاعدہ ٹیپ ریکارڈ کیا گیا تھا یہ ٹیپ احباب جماعت وسیع پیمانے پر تقسیم کر رہے ہیں۔

لجنہ اماء اللہ

خدا کے فضل و کرم سے یہاں دیگر ذیلی تنظیموں کے ساتھ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم بھی بہت مستعدی اور شوق سے کام کرتی ہے۔ ان کے زیر اہتمام پچھلے ایک سال سے احمدیہ نرسری اسکول بہت کامیابی سے چل رہا ہے۔ اس کا ANNUAL SPORTS MEET مورخہ یکم دسمبر کو بہت شاندار رنگ میں منعقد ہوا۔ لجنہ کے زیر اہتمام ہوم سائنس اور ٹیلرنگ کی کلاسیں بھی باقاعدہ جاری ہیں۔

سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ

مورخہ ۵ر دسمبر صبح ۹½ بجے تا ۸½ بجے شب لجنہ اماء اللہ کا سالانہ اجتماع بہت شاندار رنگ میں منعقد ہوا۔ اس میں کولمبو اور پیسیالہ سے یہاں نگمبو میں تمام مستورات مع بچگان نے شرکت کی۔ پہلی نشست میں ناصرات الاحمدیہ کے اور بعد دوپہر لجنہ اماء اللہ کے مقابلہ جات برائے قرأت، نظم اور تقاریر وغیرہ ہوئے۔ اس کے بعد خاکسار نے مختلف تربیتی امور پر تقریر کی۔

لائبریری کا افتتاح

اجتماع سے قبل لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ترتیب شدہ ایک لائبریری اور دار المطالعہ کا خاکسار نے مختصر خطاب اور اجتماعی دعا کے ساتھ افتتاح کیا۔

جلسہ سالانہ اور لائبریری کی عمارت کا سنگِ بنیاد

مورخہ ۶ر دسمبر کو جماعت احمدیہ شری لنکا کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ صبح ۴ بجے خاکسار نے نماز تہجد پڑھائی اور فجر کی نماز کے بعد تربیتی پہلو پر درس دیا۔

صبح نو بجے مجلس خدام الاحمدیہ نگمبو کی طرف سے ایک لائبریری اور دار المطالعہ کے لئے ایک وسیع و عریض ہال کا سنگِ بنیاد رکھنے کی رسم ادا کی گئی۔ سب سے پہلے خاکسار نے پھر عہدیدارانِ جماعت ہائے احمدیہ شری لنکا نے ایک ایک اینٹ رکھنے کے بعد اجتماعی دعا کی۔

اس کے بعد لوائے احمدیت لہرانے کا فریضہ خاکسار نے ادا کیا۔ اس وقت نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر اسلامی نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ اجتماعی دعا کے بعد اجلاس کی کارروائی مکرم محمد ظفر اللہ صاحب نیشنل صدر کی زیر صدارت شروع ہوئی۔

پیغام سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ

تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی اور ان کے ترجمہ کے بعد خاکسار نے جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام پڑھ کر سنایا جو حضور انور نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے لئے از راہِ کرم ارسال فرمایا تھا لیکن تاخیر سے ملنے کے سبب جماعتوں کو یکجائی طور پر نہ سنایا جا سکا تھا۔ حضور انور کے پیغام کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

(باقی دیکھئے ص ۱۵ پر)

پرنٹر: محمد ... آباد ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۱/۲۸ صلح ۱۳۷۲ ہش!

۱۹۹۳ء — انسانیت کا سال

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری ۱۹۹۳ء میں عالمگیر جماعتِ احمدیہ کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ ۱۹۹۳ء کے سال کو انسانیت کے سال کے طور پر منائے۔ حضور پُرنور نے فرمایا کہ اس سال خاص طور پر انسانیت کے جلسے منعقد کئے جائیں۔ ایسے جلسے بلا لحاظ مذہب و ملت ہوں۔ اُن میں سب مذاہب کے راہنما اور نمائندے شامل ہوں۔ اور اپنے اپنے مذہب کی رُو سے انسان کے شرف اور اعلیٰ اقدار کا تذکرہ کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر مذہب ہی انسان کی عزّت و تکریم کی تعلیم دیتا ہے۔ اور بعض مذاہب میں ذاتوں، رنگوں اور نسلوں کے اعتبار سے جو فرق نظر آتا ہے وہ بھی اب اِس ترقی یافتہ زمانے میں مٹتا چلا جا رہا ہے۔ یہ باتیں اب قصّۂ پارینہ بن چکی ہیں کہ ہندو اپنی قوم کو چار ذاتوں میں تقسیم کرکے اُن میں کام اور مقام کا امتیاز کر سکیں۔ ایسی تعلیم کو اب کوئی بھی ذات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ شودر یا نیچ ذات کے سمجھے جاتے تھے اُن کی نسلیں بعض جگہوں پر اُونچی ذات کے براہمنوں سے بھی تعلیم اور صلاحیت کے لحاظ سے آگے نکل چکی ہیں۔ اسی طرح اب یہ بھی ممکن نہیں رہا کہ عیسائی برادری میں اُونچی ذات کے لوگوں کے لئے یا گوری نسل کے عیسائیوں کے لئے گرجوں میں کوئی الگ جگہ رکھی جائے۔ اب دُنیا بدل چکی ہے اور ایک نئے رنگ میں ظاہر ہو چکی ہے۔

دُنیا چاہے، مانے یا نہ مانے لیکن یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ انتہائی غور کرنے کے بعد انسان کی عزّت و تکریم کا جو سبق آج اُس نے حاصل کیا ہے وہ بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے آج سے چودہ سَو سال قبل دنیا کو سکھایا تھا۔ جی ہاں! آج سے چودہ سَو سال قبل اُس دَور میں جس دَور کو آج کے ترقی یافتہ لوگ جہالت کا دَور کہتے ہیں، خدا تعالیٰ سے علم پاکر محسنِ انسانیت حضرت محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح کے انسان کو ذلّت و نکبت سے بچاکر اسے رفعت و شرف کے بلند مینار پر فائز فرمایا۔ انسان خواہ مرد ہو یا عورت۔ عورت خواہ شادی شدہ ہو یا بیوہ۔ عورت خواہ بہن ہو یا بیوی۔ اور یا پھر ماں کی شکل میں ہو، ہر طرح کی عورت کے حقوق کا تحفظ فرمایا۔ اِسی طرح مرد خواہ باپ ہو یا بھائی۔ امیر ہو یا غریب۔ مزدور ہو یا تاجر۔ افسر ہو یا ماتحت۔ بادشاہ ہو یا رعایا ہر طرح کے انسان کو بلند قامت عزّت سے سرفراز فرمایا ہے۔ طبقاتِ انسانیت کی تکریم کے علاوہ محسنِ انسانیت نے عالمگیر طور پر بھی انسان کی عزّت کو قائم فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اسی بُنیادی حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ
شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (الحجرات: ۱۴)

اے لوگو! ہم نے تُم کو مرد و عورت سے پیدا کیا ہے (سب ہی مرد و عورت کے ملاپ سے پیدا ہوئے ہیں اُونچی ذات کے لوگ کسی اَور مقام یا طریق سے پیدا نہیں ہوتے) اور ہم نے تم کو گروہوں اور قبائل میں تقسیم کیا (کسی جگہ یا ملک کے رہنے والے کالے ہیں، کوئی گروہ گورے رنگ کے ہیں۔ کہیں قد اُونچے ہیں کہیں پست۔ کسی کا نام "الف" ہے اور کسی کا "ب"۔ یہ سب باتیں وجہِ فضیلت نہیں ہیں کہ کسی مقام یا رنگ و نسل کے قبائل اپنے آپ کو دُوسرے سے افضل سمجھنے لگیں) وجہِ فضیلت و عزّت صرف اور صرف تقویٰ ہے۔ جو زندگی کے صحیح اُصولوں پر چلتا، خوفِ خدا دل میں رکھ کر انسانوں کی قدر کرے گا۔ وہی سب سے بڑھ کر معزز و مکرّم ہے۔

شرفِ انسانیت کا یہی اعلیٰ نمونہ فخرِ موجودات محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں جہاں کی غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر آپؐ نے حضرت بلال حبشیؓ کو بھی وہی مقام و منصب عطا فرمایا جو کہ عرب کے بڑے بڑے رؤساء کو حاصل تھا۔ اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ کو نہ صرف اپنے سینے سے لگایا بلکہ اُن کے بیٹے اُسامہؓ کو کئی رؤساء اور جیّد صحابہ کے لشکر کا کمانڈر بنایا۔ اور بالآخر حجۃ الوداع کے موقعہ پر تمام انسانوں کے لئے جو آخری وصیت آپ نے بیان فرمائی وہ نہ صرف آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے بلکہ رہتی دنیا تک آزادیٔ ضمیر اور حقوقِ انسانی کے قیام کے لئے ایک کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس میں آپ نے بلا لحاظ مذہب و ملت رنگ و نسل قوم و علاقہ اور ذات پات کے تمام انسانوں کو مخاطب کرکے فرمایا:-

" اے لوگو! میری باتوں کو سُن لو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد پھر بھی اِس موقع پر تم سے مل سکوں گا یا نہیں۔ (مسلم)۔ اے لوگو! یاد رکھو جیسا یہ دن اور یہ مہینہ حُرمت والا ہے اسی طرح تمہاری جان مال اور عزّت ایک دُوسرے پر حرام ہیں۔ دیکھو امانتیں ان کے مالکوں کے سپُرد کرنی چاہئیں... .... تُم سے تمہارے اعمال کے متعلق سوال کیا جائے گا..... آج سُود کی تمام رقوم ترک کی جاتی ہیں...... اَے لوگو! عورتوں کا تُم پر حق ہے جیسا کہ تمہارا عورتوں پر حق ہے۔ وہ تمہارے ہاتھوں میں خُدا تعالیٰ کی امانت ہیں۔ پس تم اُن سے نیک سلوک کرو۔ اور دیکھو غلاموں (نوکروں) کا بھی خیال رکھو۔ وہ خوراک جو تم کھاتے ہو اُن کو کھلاؤ اور جو پوشاک تم پہنتے ہو اُن کو پہناؤ۔" (بخاری)

اِسی طرح فرمایا:-

"کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی سُرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر اور کسی کالے رنگ والے کو کسی سُرخ رنگ والے پر فضیلت نہیں۔ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے"۔ (ایضاً)

یہ ہے انسانیت کا شرف اور یہ ہے اس کے حقوق کا قیام۔ آج بھی دُنیا میں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر انسانوں اور انسانیت کے شرف کے نعرے بلند کئے جاتے ہیں۔ ان کھوکھلے نعروں میں اگرچہ انسانی حقوق کے قیام کی بات کی جاتی ہے۔ لیکن انسانوں کو مغرب و مشرق اور رنگ و نسل کے اختلافات کے ترازوؤں میں تولا جاتا ہے۔ انسان اگر مغربی ہے تو اُس کے حقوق کچھ اَور نوعیت کے ہوں گے اور اگر وہی انسان مشرقی ہو تو اُس کے حقوق کچھ اَور طرح کے ہوں گے۔ ایک عیسائی کے حقوق اور مسلمان کے حقوق میں فرق ہے۔ انسان اگر بوسنین نسل کے ہوں تو اُن کے حقوق اَور۔ اور اگر وہی انسان سربین نسل کے ہوں تو اُن کے حقوق اَور۔ امریکہ کے کالے انسانوں کے حقوق اَور۔ اور گورے انسان کے حقوق مختلف۔ ہندو کے حقوق اور مسلمان کے حقوق الگ الگ۔ انسانوں کے حقوق کے قیام کے درمیان اس قسم کی نفرتوں کی ایسی دیو قامت دیواریں کھڑی ہیں ان کی موجودگی میں ہم حضرتِ انسان کے مثبت اور بنیادی حقوق یعنی اس کی بھوک پیاس کو بجھانا۔ اس کا ننگ ڈھانپنا۔ اور اس کے سر پہ چھت مہیا کرنا جیسے اُمور کے بارہ میں سوچ ہی نہیں سکتے۔ بلکہ صرف اور صرف اس کے منفی حقوق کے قیام میں ہی سرگرداں و حیران رہتے ہیں۔ ہماری تمام زندگی محض اور محض اسی سوچ میں گزر جاتی ہے کہ کس طرح انسان کو انسان کے ظلم سے بچایا جائے۔ کس طرح مفاد پرست انسانوں کے خونی پنجوں سے معصوم و محروم انسانوں کی خلاصی ہو۔ اس پریشانی کا شکار آج تیسری دُنیا کے ممالک بھی ہیں اور اسی مصیبت میں آج ترقی یافتہ ممالک کے عوام بھی مبتلا ہیں۔

محترم قارئین! آج ان تمام پریشانیوں کا حل صرف اور صرف اسلام کی سُنہری تعلیم پر عمل کرنے کے نتیجہ میں ممکن ہے۔ لیکن اُس حقیقی اسلام کے ذریعہ جو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام نے دُنیا کے سامنے پیش فرمایا ہے۔ اور جس کی مُنادی آج شش جہت میں اس کے خلیفۂ برحق حضرت مرزا طاہر احمد ایدہُ اللہ تعالیٰ کر رہے ہیں۔

پس آئیے! ہم اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ۱۹۹۳ء کے سال کو انسانیت کے سال کے طور پر نہایت شایانِ شان طریق سے منائیں۔ وَبِاللّٰہِ التَّوفیق ؛

(منیر احمد خادم)

اطلاع

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خُطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ جنوری بذریعہ سٹیلائیٹ موصول نہ ہونے کے باعث اِس مرتبہ خلاصہ خُطبہ جمعہ پیش نہیں کیا جا سکا۔ (ادارہ)

خطبہ جمعہ

دُنیا میں کہیں بھی کوئی عبادتگاہ مسمار کی جائے احمدی دِل پر اس کا ملبہ گرتا ہے

اسلام تو عبادتگاہوں کے تقدس کی حفاظت کرتا ہے ظلم کہیں بھی ہو ایک جگہ اگر بعض مساجد جلائی گئیں تو دوسری جگہ کی عبادتگاہیں مسمار کردی گئیں

رحمۃ للعالمین سے اپنا تعلق پائدار کرو اسی میں تمہاری نجات ہے اور اس کے ساتھ اسلام کی تمام ترقی کے راز وابستہ ہیں

بابری مسجد کے منہدم کئے جانے پر حضرت امام جماعت احمدیہ کا تاریخی خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ر دسمبر ۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیاتِ ذیل کی تلاوت فرمائی:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ أَنْ
يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا ۚ أُولٰئِكَ
مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۚ
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ
عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝
وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا
فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

بعدہٗ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یہ دَور عالمِ اسلام کے لئے

بہت ہی دردناک دَور

ہے اور مسلمانوں پر بہت کڑے دن گزر رہے ہیں۔ لمبا عرصہ ہو گیا کہ مصیبتوں اور ابتلاؤں کا جو ایک سلسلہ جاری ہوا ہے وہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ ایک ابتلا کے بعد دوسرا ابتلا سر اُٹھا لیتا ہے ان تمام ابتلاؤں میں اور ان آزمائشوں میں یقیناً خدا تعالیٰ کا کوئی پیغام ہے جسے سننے سے بعض کان بہرے ہیں اور جسے پڑھنے سے بعض آنکھیں اندھی ہیں اور اس لائق نہیں کہ تقدیر کی تحریر پڑھ سکیں کوئی وجہ نہیں کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے ابتلاء میں ڈالے جس ابتلاء کے نتیجہ میں دُنیا سے ان کی ساکھ اُٹھتی چلی جائے دن بدن مظالم کا نشانہ بنتے چلے جائیں اور کوئی اُن کا پرسانِ حال نہ ہو۔

قرآن کریم نے

دو قسم کے ابتلاؤں کا ذکر

فرمایا ہے۔ ایک وہ ابتلاء ہے جو ابتلاءِ حسنہ ہے حسن ابتلاء یعنی اچھا ابتلا۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو اچھے ابتلاؤں میں ڈالتا ہے۔ اچھے ابتلاء کی تعریف یہ ہے کہ جب مومن اس ابتلاء سے گزرتا ہے تو پہلے سے زیادہ صحتمند ہو کر گزرتا ہے اُس کے بہت سے بوجھ اُتر چکے ہوتے ہیں اس میں توانائی کی نئی قوتیں پیدا ہو چکی ہوتی ہیں وہ اس پہلو سے بھی نشوونما دکھاتا ہے جس پہلو سے وہ پہلے نشوونما سے عاری ہو چکا تھا۔ غرضیکہ نئی نامیاتی طاقتیں اس کے اندر پیدا ہو چکی ہیں، وہ بڑھنے کی نئی قوتوں سے آشنا ہو جاتا ہے تو ہر حسن ابتلاء کے بعد جو حسن ابتلاء کہلا سکتا ہے آپ دیکھیں گے کہ ہمیشہ الٰہی جماعتیں پہلے سے بہت زیادہ بڑھتی اور بڑھنے کی نئی نئی صلاحیتیں حاصل کرتی ہیں۔ صرف پہلی صلاحیتوں کو ہی نمو نہیں ملتی بلکہ نئے نئے مواقع ان کو میسر آتے ہیں نئی صلاحیتیں پیدا ہوتی چلی جاتی اور ایک ابتلاء ہے جس میں کافر کو مبتلا کیا جاتا ہے۔ اس ابتلاء کے نقشے قرآن کریم نے جابجا کھینچے ہیں اور اُن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ابتلاء اُن لوگوں کے چہروں کی رونقیں چھین لیتے ہیں جن پر یہ ابتلاء وارد ہوتے ہیں۔ بعض اوقات اُن کو بھوک کے اور ننگ کے اور ہلاکت کے لباس پہنائے جاتے ہیں بعض دفعہ وہ اپنے مظالم کی چکی میں پیسے جاتے ہیں اور کوئی اُن کا غمخوار نہیں ہوتا۔ دن بدن اُن کی طاقت کمزور ہوتی چلی جاتی ہے اُن کا رُعب باطل ہوتا چلا جاتا ہے۔

یہ ابتلاء ضروری نہیں کہ صرف کافروں کے لئے ہوں بلکہ بعض دفعہ یہ تنبیہ کے ابتلاء بھی ہوتے ہیں۔ ایک انتباہ ہے اور خدا کی اُنگلی کا ایک اشارہ ہے کہ دیکھو تمہاری آخری منزل یہ ہے اگر تم نہیں سنبھلو گے اپنے اخلاق درست نہیں کرو گے۔ ان ہدایات پر عمل پیرا نہیں ہو گے جو تمہیں دی ہیں تو اس بدانجام کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اس معاملے پر غور کرتے ہوئے مجھے سمجھ آئی کہ قرآن کریم کا ہر ابتلاء ان معنوں میں فائدے کا ہوا ابتلا ہے کہ اس ابتلاء میں تنبیہ پائی جاتی ہے مومن کے ابتلاء میں دوسرے مومن کے لئے ایک نصیحت ہے کہ خدا کی خاطر تنگ ہونے والے دقتیں اُٹھانے والے کبھی ضائع نہیں جاتے وہ ہمیشہ پہلے سے بڑھ کر ترقی کرتے ہیں۔ ہر دُکھ کے پیچھے خوشیاں ان کا انتظار کرتی ہیں اور باقی مومن جب اس ابتلاء کو دیکھتے ہیں تو اُن کے حوصلے بڑھتے ہیں۔ وہ پہلے سے بڑھ کر اپنے آپ کو ابتلاؤں کے لئے تیار ہی نہیں بلکہ آمادہ پاتے ہیں اور کافروں کو بھی جو ابتلاء ملتے ہیں اور جو بعض دفعہ ان کو بالآخر صفحہ ہستی سے مٹا دیتے ہیں بعض دفعہ بہت بدحال میں چھوڑ دیتے ہیں ان کے اندر بھی خیر کا پہلو ضرور ہے اور قرآن کریم نے اس خیر کا ذکر فرمایا ہے کہ ہم بار بار یہ اس لئے کرتے ہیں کہ شاید ان میں سے کوئی صاحب عقل ایسے ہوں جن کو بات سمجھ آ جائے۔ شاید کچھ خوابیدہ لوگ بیدار ہو جائیں اور ساری قوم کو نہ سہی کچھ کو تو یہ ابتلاء فائدہ پہنچا دیں اور بھٹکے ہوؤں کو خدا کے رستے پر واپس لے آئیں اور واقعہ یہ ہے کہ ایسے ابتلاؤں میں محض شر ہی نہیں جو کافروں کے لئے مقدر ہو خیر کے پہلو بھی ہیں اور بہت سے ہیں (اگرچہ بہت زیادہ نہیں) جو ان ابتلاؤں سے فائدہ اُٹھا کر نصیحت پکڑتے ہیں اور سچائی کی طرف لوٹ آتے ہیں تو یہ دراصل [illegible] ہیں اگر ان الٰہی جماعتوں کو ابتلاء پیش ہوں جو بنیادی طور پر [illegible] فاسق ہو چکی ہیں اور خدا کے رستے سے ہٹ چکی ہیں تو ان ابتلاؤں میں سزا کا پہلو زیادہ دکھائی دیتا ہے اور نشوونما کا کم دکھائی دیتا ہے لیکن تنبیہ کا پہلو بہر حال موجود ہے نصیحت کا پہلو موجود ہے وہ لوگ جو خدا سے تعلق کاٹ لیتے ہیں اُن کے ابتلاء میں سزا کا پہلو بہت نمایاں ہوتا ہے اور نصیحت کا پہلو کم دکھائی دیتا ہے اور وہ لوگ جو خدا کے خاص بندے ہیں خدا کی پیاری قومیں ہیں ان پر جب ابتلاء آتے ہیں تو ان میں خیر کا پہلو نمایاں ہوتا ہے لیکن کچھ شر کا پہلو بھی موجود رہتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم

پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ کے غلاموں پر ابتلا کے دور آئے تو محمد رسول اللہؐ اور آپ کے ساتھیوں کی بہت بڑی تعداد ایسی تھی جو ثابت قدم رہے اور پہلے سے بڑھ کر بہتر حال میں وہ ابتلاؤں سے باہر نکلے اور سراپا خدا کی رضا پر ابتلاؤں کے دوران بھی راضی رہے لیکن کچھ کمزور ایسے تھے جو ابتلاء کو برداشت نہ کرکے سوکھے ہوئے پتوں کی طرح جھڑ گئے اور وہ ہمیشہ کے لئے ایمان بھی کھو بیٹھے۔ دنیا بھی جاتی رہی اور آخرت بھی جاتی رہی۔

جب آپ ابتلاء کے مضمون پر اس طرح غور کریں تو درحقیقت معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی چیز ہے جو مختلف رستوں سے گزرتے ہوئے مختلف کیفیت اختیار کرتی چلی جاتی ہے اور درجے قائم ہوتے چلے جاتے ہیں پس ابتلاء کی بنیاد وہی ہے کہ خدا کی رحمت ہے جو ابتلاء بن کر آتی ہے اس رحمت سے فائدہ اٹھانے والے اولین بہت زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور کم ہیں جو نقصان اٹھاتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کی منزل آتی ہے کہ جب ابتلاء ان کے دور میں سے گزرتا ہے تو وہ نیم دروں نیم بروں کیفیت کے لوگ ہیں۔ دین سے تعلق بھی ہے اور پھر دوری بھی ہے۔ خدا کو مانتے بھی ہیں اور فسق و فجور بھی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے یہ ابتلاء بہت بڑی نصیحت کا پیغام لاتے ہیں اور بسا اوقات یہ سوئے ہوئے بیدار ہو جاتے ہیں اور پھر سچائی کی طرف لوٹ آتے ہیں اور ابتلاء کا تیسرا درجہ وہ ہے جو مقاصد تو یہی رکھتا ہے لیکن ایسے بدنصیبوں پر آتا ہے جن کو ابتلاؤں سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت نہیں رہتی۔ اتنے ٹیڑھے ہو چکے ہوتے ہیں اپنے دلوں میں اپنے دماغوں میں اتنے بد ہو جاتے ہیں کہ پھر ابتلاء اکثر اوقات ان کے لئے ہلاکت کے مناظر پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ شاذ ہی ہیں وہ (جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے) جو نصیحت پکڑتے ہیں۔

اس اصولی تعلیم کو اور خدا کی اس تقدیر کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب ہم مسلمانوں کے ابتلاؤں کی موجودہ حالت پر غور کرتے ہیں تو یقیناً خدا کی کسی ناراضگی کا ہاتھ تو صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہ ویسا ابتلاء تو بہرحال نہیں یا ویسے ابتلاؤں کا دور تو بہرحال نہیں جو اولین کی تاریخ میں ہم نے دیکھا۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ کے غلاموں پر ابتلاؤں کے جو دور آئے تھے ان کی صورتیں تو ان ابتلاؤں سے بالکل مختلف تھیں۔ سرسری نظر سے دیکھو تو کوئی بھی قدر مشترک دکھائی نہیں دیتی غور سے دیکھو تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی خیر کا ہاتھ ان ابتلاؤں میں بھی کار فرما ہے لیکن فائدہ اٹھانے والے کم ہیں۔ انہوں نے خیر کے پہلو کو ڈھانپ لیا ہے اور وہ دکھائی نہیں دیتا کیونکہ بدوں نے اپنی بدی کے نتیجہ میں خیر کے پہلو کو دھندلا دیا ہے اور گدلا کر دیا ہے یہ وہ صورت ہے جو آج ظاہر ہو رہی ہے ورنہ ناممکن ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی قوم ایسے مصائب کا شکار ہوتی۔

اب

اجودھیا کی مسجد

سے متعلق کچھ عرصے سے جو خبریں آرہی ہیں ان کے نتیجہ میں دنیا کے کسی کونے میں کسی فرقے سے تعلق رکھنے والا مسلمان ہی کیوں نہ ہو ہر ایک کا دل خون ہے لیکن سوال یہ ہے کہ خدا کی مدد کیوں نہیں آرہی۔ کیوں اللہ تعالیٰ اس ابتلاء کے نتیجہ میں مسلمانوں کی ساکھ کمزور ہونے دے رہا ہے اور دنیا کے سامنے ان کو بالکل بے بس اور نہتہ کرکے دکھا رہا ہے۔ اس بات پر غور کرتے ہوئے آپ کو سچائی کے ساتھ تقویٰ کے ساتھ صورت حال کا تجزیہ کرنا ہوگا۔

جہاں تک بابری مسجد کے منہدم کرنے کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا کے گھر کو منہدم کرکے شرک کی آماجگاہ بنا دینا ایک بہت بڑا ظلم ہے لیکن خدا کی تقدیر بعض دفعہ اس ظلم کو اس لئے ہونے دیتی ہے اور برداشت کرتی ہے کہ اس دور کے لوگ اس بات کے اہل نہیں کہ خدا کی تقدیر ان کے حق میں اٹھ کھڑی ہو اور ان کے حق میں غیر معمولی کرشمے دکھلائے

خدا کی عبادت کا سب سے معزز گھر وہ ہے جس کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے از سر نو اپنے ہاتھوں سے کھڑا کیا اور دوبارہ اس کو ایک عبادتگاہ کی صورت میں اپنی محنت سے از سر نو مکمل کیا یعنی تھا تو پہلے ہی لیکن منہدم ہو چکا تھا، گر گیا تھا۔ تعمیر نو چاہتا تھا۔ پس وہ تعمیر نو خدا کے ایک برگزیدہ نبی اور اس کے ایک برگزیدہ نبی بیٹے نے مل کر کی تھی وہ توحید کا مرکز تھا اور اسی غرض سے قائم کیا گیا کہ تمام دنیا کو توحید کا پیغام پہنچائے لیکن آپ جانتے ہیں کہ کتنے سو سال تک وہ شرک کی آماجگاہ بنا رہا اتنے بت تھے جو اس میں رکھے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہر دن کے نئے ایک الگ بت وہاں نصب کیا گیا تھا یعنی سال میں جتنے دن ہیں اتنے ہی انواع و اقسام کے بت وہاں گاڑھے گئے تھے اور توحید کا مرکز شرک کا سب سے بڑا مرکز بنا دیا گیا تھا اور اس بات پر سینکڑوں سال گزر گئے اور بظاہر خدا کی غیرت جوش میں نہیں آتی اور بظاہر کوئی ایسی چیز دکھائی نہیں دیتی جس کے نتیجہ میں ہم سمجھتے ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوبارہ خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے اس گھر کو عبادت کرنے والوں کے سپرد کر دیا ہو اور بتوں کو باہر نکال پھینکا ہو۔ آگے بڑھتے ہیں تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا انقلاب آفریں دور آتا ہے جو قرآن کی اصطلاح میں ساعۃ تھی، ایک قیامت تھی جو برپا ہو گئی صدیوں کے مردے زندہ کئے گئے۔ بہت تھے جو موت کے جنگل میں تھے ان کو موت کے چنگل سے رہائی بخشی گئی ایک عظیم روحانی انقلاب برپا ہوا جب موحد پیدا ہوئے تو باوجود اس کے کہ مشرکین کو غیر معمولی طاقت حاصل تھی اور غیر معمولی غلبہ نصیب تھا ان کی طاقت اور غلبوں کے جال توڑ دیئے گئے ان کا کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا گیا اور اس گھر کو جو خدا کی وحدت کا خدا کی توحید کا گھر تھا توحید کا عالمی نشان تھا خدا کی عبادت کی خاطر قائم کیا گیا تھا ان بندوں کے سپرد کیا گیا جو موحد بندے تھے جو توحید کا حق ادا کرنا جانتے تھے۔ جو عبادت کی خاطر پیدا کئے گئے تھے اور عبادت کی خاطر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے خود ان کی پرورش فرمائی، خود ان کو تربیت دی پس جب وہ موحد دنیا میں آگئے جو اس گھر کے اہل تھے تو اس گھر کو غیر اللہ سے آزاد کرا دیا گیا۔ اس میں بہت گہرا سبق ہے سبق اس میں یہ ہے کہ ظاہری چیزوں کا ایک مرتبہ اور مقام اس لئے بنتا ہے کہ ان سے کچھ نیک لوگ وابستہ ہوتے ہیں، کچھ پاک بندے ان سے السفہ ہوتے ہیں تو وہ جگہیں مقدس کہلاتی ہیں کچھ بد اور گندے لوگ ان سے وابستہ ہوتے ہیں تو وہ چیزیں پلید کہلاتی ہیں ورنہ تو ظاہری اینٹ پتھر اور مقام میں حقیقت میں نہ کوئی تقدس ہے نہ کوئی اس میں ذلت ہے نہ کوئی تذلیل ہے امر واقعہ یہ ہے کہ پاکیزگی اور خباثت یہ دو چیزیں انسانوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ انہی کے دلوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں جب تک پاک دل پیدا نہ ہوں ان ظاہری مقامات کا تقدس ان کو لوٹایا نہیں جاتا اور اس عرصے میں ان مقامات پر جو کچھ بھی ہو خدا غیور ہے اور مستغنی ہے۔ غیور اور مستغنی دو صفات مل کر جو جلوہ دکھاتی ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا ان باتوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا وہ توحید کی غیرت رکھتا ہے لیکن توحید کی غیرت رکھنے والے جب تک دنیا میں پیدا نہ ہوں اس وقت تک مقام توحید ان کی طرف واپس نہیں لوٹایا جاتا۔ پس خدا صبر کرنے والا بھی ہے۔ خدا نے اپنے سب سے مقدس گھر کو کتنا لمبا عرصہ شیطان کے ہاتھ میں رسوا ہوتے ہوئے دیکھا لیکن کوئی پرواہ نہیں کی لیکن جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ کے ساتھی پیدا ہوئے تو کس شان کے ساتھ غیر اللہ کو اٹھا کر باہر پھینک دیا اور شیطان اور اس کے ساتھیوں کا کچھ بھی دخل باقی نہیں چھوڑا

یہی مضمون ہے جو دوسرے بیت المقدس کے متعلق بھی اسی طرح صادق آتا ہے۔ وہ بیت المقدس جو فلسطین میں واقع ہے اور جو خانہ کعبہ کے بعد دوسرا ایسا مقام ہے جو عبادت کرنے والوں کی نگاہ میں سب سے زیادہ عزیز ہے اس کے متعلق بھی قرآن کریم کی یہی پیشگوئی ہے کہ ہم نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ ہم یہ گھر اپنے عبادت کرنے والوں کو واپس کریں گے جب تک عباد اللہ المخلصین پیدا نہیں ہوں گے اس

وقت تک خدا کو کچھ بھی پروا نہیں کہ یہ کن لوگوں کے ہاتھوں میں رہتا ہے تو دیکھئے ایک ہی خدا ہے۔ اس کا ایک ہی کلام یعنی قرآن کریم ہے۔ اس کی مختلف آیات مختلف مواقع پر نازل ہوتی ہیں اور بظاہر مختلف مضامین سے تعلق رکھتی ہیں لیکن بنیادی طور پر کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں اور ایک ہی اصول پر مبنی ہیں اور ایک ہی اصول کے متعلق بنی نوع انسان کو پیغام دے رہی ہیں مختلف جہتوں سے وہ پیغام آرہے ہیں۔ مگر پیغام فی ذاتہٖ ایک ہی ہیں۔ عبادت کرنے والے پیدا ہوں گے تو ممکن نہیں ہے کہ غیر اللہ کا مساجد پر قبضہ رہے۔ عبادتگاہوں پر قبضہ رہے اگر سچی عبادت کرنے والے نہیں ہوں گے یا خدا سے تعلق بگڑ چکے ہوں گے تو پھر خدا کی غیرت کوئی جوش نہیں دکھاتے گی۔

اس کی طرف عالم اسلام کو توجہ کرنی چاہیئے اور فکر کرنی چاہیئے

اپنے

ردِّ عمل کا جائزہ

لینا چاہیئے۔ معلوم کرنا چاہیئے کہ کس حد تک انہوں نے خدا کی خاطر ایسا کیا کس حد تک قومی دشمنیوں اور دیرینہ عداوتوں کے نتیجہ میں ایسا کیا گیا اگر خدا کے گھر کی محبت کے نتیجہ میں کوئی ردِّ عمل دکھایا جائے اور ردِّ عمل دکھانے والا مخلص ہو اور واقعتہً خدا کی محبت میں سرشار ہو تو خدا کی تقدیر اس کے لئے اس کی حمایت میں ضرور کھڑی ہوگی ناممکن ہے کہ اسے پشت پناہی کے بغیر خالی چھوڑ دیا جائے اس وقت جو نظارہ دکھائی دے رہا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے مسلمانوں کا کوئی یار و مددگار نہیں رہا حالانکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ مسلمان اور غیر مسلم میں بنیادی فرق یہ ہے کہ غیروں کا کوئی مولیٰ نہیں ہے لیکن مومنین کا مولیٰ ہے۔ جو خدا کے ہیں ان کا ایک 'والی' ان کا ایک 'مددگار' ان کا ایک نصیر موجود ہے۔ بے سہارا لوگوں کے حالات اور ہوا کرتے ہیں۔ سہارے والوں کے اور ہوا کرتے ہیں اور وہ جن کی پشت پر خدا کھڑا ہو کیسے ممکن ہے کہ ان کے حالات بے سہاروں والے ہو جائیں پس بنیادی فکر کا پیغام یہ ہے کہ کیا خدا ہماری پشت پر نہیں رہا۔ یعنی عالم اسلام کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے اگر نہیں رہا تو کیوں نہیں رہا وہ تو بے وفائی کرنے والا خدا نہیں ہے۔ یقیناً ہم نے بے وفائی کی ہے۔ پس مرض کو پکڑے بغیر جتنے چاہیں ہاتھ پاؤں ماریں، دنیا کے جس طبیب سے چاہیں علاج کروا بیٹھیں ہرگز آپ کو فائدہ نہیں پہنچے گا۔ مرض کہیں اور واقع ہے علاج کہیں اور ہو رہا ہے۔ ردِّ عمل خالصتہً خدا کی خاطر نہیں ہے۔ اگر ردِّ عمل خدا کی خاطر ہوتے تو ہندوستان میں اگر مسلمانوں کو آگ میں زندہ جلایا گیا تو پاکستان میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا کہ کسی ہندو کو زندہ آگ میں جلایا جاتا جو بدنمونے ان لوگوں نے دکھائے۔ اسلام کی تعلیم مسلمانوں کو اس بات کی اجازت ہی نہیں دیتی کہ وہ بدنمونے تم اپنی جگہ دکھاؤ قرآن کی تعلیم بالکل واضح اور کھلی کھلی ہے اور انصاف پر مبنی ایسی عظیم الشان تعلیم ہے کہ اس کی کوئی مثال دنیا کی کسی اور کتاب میں دکھائی نہیں دیتی۔ انتقام کی اجازت ہے مگر ان لوگوں سے جن لوگوں نے وہ جرم کیا ہو وہ لوگ جو اس جرم میں ملوث نہیں ہیں ان سے ظالموں کے ظلم کا انتقام لینا ایک نیا ظلم ہے۔ ایسے انتقامی کارروائی نہیں کیا جاتا پس اگر کوئی کسی مسلمان کو آگ میں ڈالتا ہے یا ہندو یا سکھ یا عیسائی کو آگ میں ڈالتا ہے تو اس حد تک اس سے انتقام لینا جائز ہے کہ اس ظالم کو پکڑ کر آگ میں پھینکا جائے اور اسی طرح اس کو موت کی سزا دی جائے جس طرح اس نے ایک مظلوم انسان کو ناحق موت کے منہ میں پھینکا تھا لیکن اس کی جگہ کسی اور مقام پر کسی اور معصوم کو پکڑ کر اس سے وہی سلوک کیا جائے یہ تو کسی قیمت پر کسی پہلو سے بھی جائز فعل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ قرآن اس کی مذمت فرماتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا اُسوہ حسنہ اس کی مذمت فرماتا ہے۔ کبھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ایک ظالم اور خبیث کا بدلہ کسی اور معصوم سے نہیں لیا۔ پھر اسلام

تو عبادتگاہوں کے تقدس کی حفاظت کرتا ہے ظلم کی حد ہے کہ ایک جگہ اگر بعض مساجد جلائی گئیں تو دوسری جگہ ان کی عبادتگاہیں مسمار کر دی گئیں اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جن جگہوں پہ ایک یا دو مسجدیں منہدم ہوئی تھیں یعنی ہندوستان میں جب مسلمانوں نے مندر جلانے کا ردِّ عمل دکھایا تو بیسیوں اور مساجد اس کے نتیجہ میں منہدم کر دی گئیں۔ یہ ایک موٹی عقل سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔ عقل کا تقاضا ہے کہ انسان صورتِ حال کا جائزہ لے کر ایسا انتقام نہ لے جس سے اس کے مظلوم بھائی اور مصیبتوں میں مبتلاء ہو جائیں۔ جس گھر کے تقدس کی خاطر یعنی خدا کے گھر کے تقدس کی خاطر وہ کوئی اقدام کرتا ہے تو ایسی جوابی کارروائی تو نہیں ہونی چاہیئے کہ اور بھی کثرت سے خدا کے گھر منہدم کروائے جائیں پس یہ ایک جاہلانہ فعل ہے اگر عالم اسلام یہ ردِّ عمل دکھاتا کہ ان کو کہتا کہ تم اگر انسان نہیں ہو تو ہم تو انسان ہیں تمہاری تربیت بتوں نے کی ہے (اگر کوئی بت ہیں) لیکن ہماری خدائے وحدہٗ لاشریک نے تربیت کی ہے۔ ہماری محمد رسول اللہ نے تربیت کی ہے ہم ان بدبختیوں میں مبتلا نہیں ہو سکتے جن میں تم ہو رہے ہو اگر خدا ہمیں طاقت دے تو ہم ظالم سے اس کے ظلم کا بدلہ لے سکتے ہیں۔ مگر جاہلانہ طور پر جرم کوئی کرے اور اس کی سزا کسی اور کو دی جائے اس کی ہمارا مذہب اجازت نہیں دیتا اگر یہ اقدام کرتے اور ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کرتے، خواہ وہ کسی قسم کی عبادت گاہیں ہوں تو یقیناً اللہ کی نصرت ان کی تائید میں ظاہر ہوتی آج جو مظالم ہوئے ہیں ان کا عشر عشیر بھی ظاہر نہ ہوتا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جو

ہندو انتہا پسند

ہے اس نے عمداً اس نیت سے یہ شرارت کی تھی کہ سارے ملک میں اس طرح آگ لگ جائے مسلمانوں کا ردِّ عمل ہو پھر ہم ہندوؤں کو اور بھڑکائیں۔ اور وہ حالات پیدا کر دیں کہ جس طرح ہمارا دعویٰ ہے ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے ہے مسلمانوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں یہ نعرہ لے کر ہم اس آگ کو پھیلاتے رہیں اور بھڑکاتے رہیں اور مسلمان مظلوموں کو اس میں جھونکتے رہیں یہ ان کا کھلا کھلا دعویٰ تھا آج بھی ہے اور جب تک خدا کی تقدیر ان کو سزا نہیں دیتی کل بھی یہی رہے گا اس دعویٰ کی تائید میں بابر بعض ایسی ظالمانہ کارروائیاں کی گئی ہیں جو انتقامی کارروائیاں نہیں بلکہ ہندوستان کے نہتے مظلوم مسلمانوں پہ مزید ظلم کرنے کے مترادف ہیں پس ان کارروائیوں میں نہ ایمان کا نور ہے نہ عقل کی روشنی ہے محض جاہلانہ کارروائیاں ہیں جنہوں نے ویسے بھی اسلام اور اسلام کی مخالفانہ طاقتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مبہم کر کے دکھا دیا ہے اب خبروں والے کہتے ہیں کہ وہاں بمبئی میں اتنے بچے جلائے گئے اور کوئٹہ میں اتنے بچے جلائے گئے ہندوستان میں اتنی مساجد منہدم کی گئیں اور پاکستان میں اتنے مندر منہدم کئے گئے تعداد کا فرق رہا جرم کی نوعیت میں تو کوئی فرق نہیں، غیر انسانی حرکتوں میں، تو کوئی فرق نہیں رہا۔ پس وہ لوگ جنہوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دین کو غیر اللہ کے دین سے اس طرح متشابہ کر کے دکھایا ہے انہوں نے بڑا بھاری ظلم کیا ہے اگر وہ سچے استغفار سے کام نہ لیں اور توبہ نہ کریں تو خدا کی تائید تو درکنار ان کو یہ خوف دامن گیر ہونا چاہیئے کہ خدا کی مزید پکڑ کے نیچے نہ آجائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کی تائید کرتا ہے اور مزور کرتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو عرب کے مشرکین کے مقابل پر عددی لحاظ سے اس سے کم حیثیت تھی جتنی آج ہندوستان کے مسلمانوں کو وہاں کے مشرکین

کے مقابل پر حیثیت ہے۔ نسبتی لحاظ سے آپ دیکھیں گنتی کے جتنے چند مسلمان مدینہ میں تھے یا چند بستیوں میں اکا دکا موجود تھے ان کے مقابل پر سارا مشرک عرب کتنی بھاری طاقت تھی یہ اتنی بھاری طاقت تھی کہ حقیقت میں اس کی ایک اور سو کی بھی نسبت نہیں تھی یعنی اگر مسلمان کی ایک طاقت تھی تو اس کے مقابل پر سو یا اس سے زیادہ کی طاقت عرب مشرکین کے پاس تھی لیکن دیکھیں خدا کی تقدیر نے نتائج کیا ظاہر کئے ہیں اس ایک کو سو کے برابر طاقتور کر دیا اور ان سو کی طاقت چھین کر ایک کے برابر بھی نہ رہنے دی۔ یہ نصرتِ الٰہی کا ہاتھ ہے۔ یہ اگر اسلام کی تائید میں عرب میں اٹھ سکتا تھا اور چل سکتا تھا تو کیوں ہندوستان میں نہیں اٹھ سکتا اور نہیں چل سکتا کون ہے جو خدا کے ہاتھ کو روک سکے لیکن اپنی ادائیں ان لوگوں والی بنائیں جو محمد رسول اللہؐ اور ان کے ساتھی ہیں۔ ویسے دل پیدا کریں۔ ویسے حوصلے پیدا کریں ویسے دماغ پیدا کریں پھر دیکھیں کہ خدا کی تائید آپ کے لئے کیسے کیسے کرشمے دکھاتی ہے۔ پس ظلم کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایک بہت اچھا موقعہ تھا جو ان کے بدنصیب راہنماؤں نے ہاتھ سے جانے دیا اور اس ابتلاء سے فائدہ اٹھانے کی بجائے امت کو مزید نقصان میں جھونک دیا ہے۔

ہندوستان میں اب مظالم کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے اس سلسلے کی باہر کے ردِ عمل کے نتیجہ میں تائید کی گئی ہے لیکن

عرب علماء نسبتاً زیادہ ہوشمند ہیں

عرب حکومتیں نسبتاً زیادہ عقل رکھتی ہیں۔ گلف کے علاقے میں اور دوسرے عرب علاقوں میں بکثرت ہندو تاجر اور مزدور موجود ہیں وہاں کی حکومتوں نے سختی سے اس بات کی نگرانی کی ہے کہ نہ کوئی مندر جلایا جائے نہ ان میں سے کسی کو مارا جائے اور جہاں پاکستانی علاقوں نے جوش دلانے کی کوشش کی ہے وہاں حکومت نے سختی سے ان کو پیغام دیا ہے کہ خبردار جو پہلے انگلی اٹھائی۔ ہم یہ بیہودہ حرکتیں اپنے ممالک میں نہیں ہونے دیں گے۔ یہ نیتی خدا ہی جانتا ہے کہ نیتیں کیا تھیں۔ کیوں ایسا نہیں کیا گیا۔ کیا ان کو اپنے اقتصادی تعلقات پیارے تھے؟ کیا سستی مزدوری کے علاقوں سے جو تعلق قائم ہو چکا تھا اس کو خراب نہیں کرنا چاہتے تھے یا کوئی اور وجہ تھی لیکن فیصلہ بہر حال عقل پر مبنی ہے اگر دل پاکیزہ تھے اگر اسلامی تعلیم کی خاطر ایسا کیا گیا ہے تو پھر یہ فیصلہ نہ صرف عقل کی روشنی رکھتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی روشنی بھی رکھتا ہے اور خدا کرے کہ ایسا ہو مگر پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ عقل نہیں آئی۔ یہ وہ بدنصیب قیادت ہے جس نے عالمِ اسلام کو مصیبت میں مبتلا کر رکھا ہے۔

میں نے دیانت اور خیانت کا جو مضمون شروع کیا تھا اس میں بتایا تھا کہ دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے سب سے زیادہ بدنصیب خیانت کرنے والا وہ قرار دیا ہے جو قوم کا امیر بنایا جائے سردار مقرر کیا جائے اور پھر خیانت کرے یہ اس کی مثال ہے اور کتنی قبیح اور کتنی دردناک مثال ہے مسلمان راہنماؤں نے اگر ہندوستان اور پاکستان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اسوہ حسنہ سے روشنی حاصل کر کے اقدام کئے ہوتے تو بالکل مختلف اقدام ہوتے اور ان اقدام کی روشنی میں اگر یہ دردناک حالات پیدا ہوتے بھی تو آگے نہ بڑھ سکتے لیکن اب یہ سلسلے آگے بڑھنے والے نظر آتے ہیں اور آگے بڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں مسلمانوں پر اتنے دردناک مظالم ہو رہے ہیں کہ بمبئی وہاں کی جماعتوں کے احباب کی طرف سے جو خطوط ملتے ہیں ان کو پڑھ کر پتہ چلتا ہے کہ اخبارات میں تو کچھ بھی نہیں جن لوگوں نے آنکھوں دیکھا حال لکھا ہے۔ بہت ہی دردناک حالات لکھے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ رکنے والے نہیں ہیں۔ یہ آگے بڑھیں گے اور اس میں گہری سازشیں ہیں لیکن باوجود اس کے کہ یہ لوگ مشرک ہیں، باوجود اس کے کہ فی الحقیقت اسلام سے دشمنی رکھتے ہیں اور اس کے علاوہ پاکستان سے ایک روایتی دشمنی چلی آرہی ہے جو اس مذہبی دشمنی پر مستزاد ہے لیکن پھر بھی ان کی حکومتوں

کو ان کے سربراہوں کو اتنی عقل ضرور ہے کہ دنیا کو منہ دکھانے کے لئے کچھ نہ کچھ کوشش کریں وہ اپنے عیوب کو اپنی غلطیوں کو اس طرح ڈھانپ کر آگے بڑھتے ہیں کہ دیکھنے والے کو بتا سکیں کہ ہاں یہ بدیاں تو ہیں لیکن ہمارے اختیار سے باہر تھیں۔ ہم ان کی تائید میں نہیں چنانچہ مبصرین نے اسوقت تک جو بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجودھیا کی مسجد کے سلسلہ میں مرکزی حکومت نے آنکھیں بند کیں اور واقعہ ہونے دیا اور یو پی کی حکومت پوری طرح اس میں ملوث تھی لیکن مرکزی حکومت نے اس کی مذمت ضرور کی ہے اور واقعہ ہونے کے معاً بعد اس حکومت کو برطرف کر دیا یہ بھی کوئی مذہبی کارروائی نہیں تھی۔ کسی نیکی پر مبنی نہیں تھی مگر کم سے کم عقل پر مبنی ضرور تھی انہوں نے ایک قانونی سہارا لیا کہ جس صوبے میں ہمارا براہِ راست عمل دخل نہیں ہے اس میں ہونے والے واقعہ سے متعلق ہم متنبہ کرتے رہے ہیں اس صوبے کو اور بتاتے رہے ہیں کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے اور جب ہوا تو اسی وقت ہم نے اس حکومت کو معطل کر دیا اور اسی وقت دوسری کارروائی شروع کر دی یعنی دنیا کو دکھانے کے لئے ایک معقول طرزِ عمل خواہ وہ گہرا تھا یا سطحی تھا ایسا ضرور پیش کیا گیا ہے جس سے دنیا کی جو رائے عامہ ہے اس پر اچھا اثر پڑ سکتا ہے گو دنیا کسی حد تک یہ کہہ سکتی ہے کہ آپ نے عمداً ایسا ہونے دیا آپ اس شرارت میں دراصل شریک ہیں اس صوبے کی حکومت سے سیاسی انتقام لینا چاہتے تھے اس سیاسی انتقام لینے کی خاطر آپ نے خود اس واقعہ سے آنکھیں بند رکھیں پتہ تھا کہ ہوگا لیکن جان کر ہونے دیا یہ بھی کہا جا سکتا ہے لیکن کچھ کوشش تو ضرور کی ہے وہاں کے اخبارات نے جو تبصرے کئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ ساری قوم میں ندامت کا ایک احساس بھی موجود ہے ایک حیاء بھی ہے جس کا ذکر کیا جا رہا ہے اور بعض اخبارات نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ایسے داغ اب ہمارے کردار پر لگ گئے ہیں وہ خون جو اجودھیا میں اور باہر بہایا گیا اس خون نے ہمارے کردار پر ایسے دھبے لگا دئے ہیں جو کبھی دھل نہیں سکتے اور وہ عمارتیں جو منہدم کی گئی ہیں ان عمارتوں نے منہدم ہو کر ہمارے قومی کردار کی تعمیر کو منہدم کر دیا ہے اور اب مشکل ہے یہ تعمیر نو ہوگی بڑے بڑے زبردست اور صحیح اور سچے تبصرے ان اخبارات میں آرہے ہیں اور سوائے چند ایک اخبارات کے جو انتہا پرستوں کے ہاتھ میں ہیں اکثر ہندوستانی اخبار نے ان واقعات کے خلاف بہت سخت تبصرے کئے ہیں لیکن افسوس ہے کہ ایسے مواقع پر مسلمان راہنماؤں کو عقل نہیں آتی اور کھلے بندوں مساجد سے اعلان کئے جا رہے ہیں کہ اٹھو جہاد کا وقت آگیا ہے۔ برباد کر دو مٹا دو اور ان پر چڑھ دوڑو اور جوابی کارروائی کے لئے تیار ہو دہلی کی مسجد میں جو امام لیکچر دیتا ہے یا دوسری مسجدوں میں دیتا ہے اس کو پھر یہ لوگ عالمی مواصلاتی ذرائع سے ساری دنیا کو دکھاتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ دونوں طرف کی بات ہے صرف طاقتور اور کمزور کا جھگڑا ہے ورنہ تو کردار ایک ہے۔ نظریات ایک ہیں ایک دوسرے کے معاملات میں ردِ عمل ایک جیسے ہی ہیں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں صرف یہ دیکھو کہ کوئی طاقتور ہے اور اس کا زیادہ داؤ چل گیا کچھ کمزور ہیں ان کا کم داؤ چلا ہے۔ پاکستان میں کم مندر تھے اس لئے کم جلائے گئے کم ہندو تھے اس لئے کم زندہ آگ میں پھینکے گئے۔ ہندوستان میں چونکہ یہ تعداد بہت زیادہ ہے اس لئے زیادہ تعداد میں یہ سب کچھ ظاہر ہوا لیکن افسوس کہ پاکستان کے اخبارات کو اس شدت کے ساتھ اور اس جلی قلم کے ساتھ ان خوفناک مظالم کی جو پاکستان میں بھی ہندوؤں پر توڑے گئے مذمت کرنے کی ان کو توفیق نہیں ملی۔ بڑی شدت سے ردِ عمل ہونا چاہئے تھا مسلمان راہنماؤں کو اٹھ کھڑے ہونا چاہئے تھا اور کہنا چاہئے تھا کہ تم نے عالمِ اسلام کے وقار کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ تم نے قرآن کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے۔ محمد رسول اللہؐ کے اسوہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم اپنے ملک میں ایسا نہیں ہونے دیں گے اگر ایسا ہوتا تو

آج دنیا میں اسلام کا تاثر بالکل اور رنگ کا ہوتا اور اسلام دشمن طاقتوں کا تاثر بالکل اور رنگ کا ہوتا لیکن اب یہ بوکر جھوٹوں کی طرح اپنے کردار کو گندا کر دیا ہے اور یہ سب نحوست دراصل اس بات کی ہے کہ ان راہنماؤں میں نہ عقل کی روشنی ہے نہ تقویٰ کی روشنی ہے اور وہ اپنی قوم سے خیانت کر رہے ہیں۔ غلط مشورے دیتے ہیں، غلط راہنمائی کرتے ہیں اور جب کوئی مسئلہ ایسا پیدا ہوتا ہے کہ جب قوم کو صحیح راہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے تو غلط رستے پر ڈال دیتے ہیں۔ مسلمان پے در پے ٹھوکر کھا رہا ہے۔ اگر یہ بات غلط ہو اور وہ سچے مشورے دے رہے ہوں اور صحیح سمت پر قوم کو ڈال رہے ہوں تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید آسمان سے ظاہر نہ ہو۔ پس جب تم غیروں کی طرف جاؤ گے تو خدا کو کیا ضرورت ہے کہ تمہاری تائید میں اعجاز دکھائے۔ آسمان سے معجزے نازل ہوں یہ تو ان لوگوں کے لئے ہوتے ہیں جو اپنے کردار میں اعجاز دکھایا کرتے ہیں خارق عادت تعلق اللہ سے باندھا کرتے ہیں قرآن کریم نے دیکھیں کیا پیارا اور ہمیشہ کی سچائی کا یہ مضمون بیان فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ کہ سنو! خدا کبھی کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کیا کرتا جب تک وہ قوم پہلے اپنی حالت کو تبدیل نہ کر لے۔

اس مضمون کا زیادہ تعلق نعمتوں اور نعمت کے چھنتے رہنے سے ہے کیونکہ ایک اور آیت میں اسی مضمون کو اور بھی تفصیل سے بیان فرمایا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو جو نعمتیں عطا کی تھیں، ہدایت کا نور بخشا۔ اس نور کے نتیجہ میں ان کے ذہن بھی روشن ہو گئے ان کے قلوب بھی روشن ہو گئے ان کا ماحول اللہ تعالیٰ کے نور کی رحمت اور برکت سے روشنی کے ہر پہلو میں ترقی کرتا چلا گیا یعنی دنیاوی پہلو سے بھی وہ روشن ہو گئے اور دینی پہلو سے بھی روشن کئے گئے اور روحانی پہلو سے بھی روشن کئے گئے یہ وہ نعمت ہے جو آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تک اس نعمت کے قدردان لوگ رہتے ہیں اس وقت تک خدا کبھی اس نعمت کو واپس نہیں کھینچتا اور ان عزتوں کو ذلتوں میں تبدیل نہیں کیا کرتا ہاں جب قوم اپنے کردار بدل لیتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی اپنا اسلوب بدل لیتی ہے ان سے اپنے تعلق کاٹ لیتی ہے ان سے اور قسم کے معاملات شروع کرتی ہے۔ پس یہ خدا تعالیٰ کی وہ تنبیہ ہے جس کو پیش نظر رکھ کر آج بھی مسلمانوں کو اپنے حالات پر غور کرنا چاہئے جب تک وہ سچے عبادت کرنے والے نہیں بنیں گے جب تک خدا کے گھروں سے اُن کا تعلق حقیقی اور اخلاص کا نہیں ہوگا۔ جب تک مخلصین لَہُ الدِّین نہیں بنیں گے اللہ کی تائید ان کے لئے ظاہر نہیں ہوگی۔ میں نے جیسا کہ بیان کیا تھا دیکھنا یہ ہے کہ ہر عمل سیاسی ہے یا مذہبی ہے اس مضمون پر غور کرتے ہوئے جب میں نے

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے حالات

پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ عبادت کی غیرت تو محض نام کے تحفظے ہیں ان کا حقیقت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں خدا کے گھر کی عبادت کے نتیجہ میں یہ رد عمل نہیں دکھایا جا رہا بلکہ محض سیاسی اور قومی دشمنوں کے نتیجہ میں ہے اس پہلو سے عالم اسلام کو اکٹھا ہو کر یقیناً قومی غیرت کے تقاضے بھی پورے کرنے چاہئیں لیکن اس کو اسلام اور دین کے ساتھ گڈمڈ کر کے باہم اختلاط کر کے نہیں دکھانا چاہئے اگر اعلیٰ درجہ کا تقویٰ نہیں تو کم از کم سیدھی سادی سچی بات کرنے کی عادت ڈالو مسجدوں کی محبت کے نتیجہ میں ایسا نہیں ہوا کیونکہ یہی مسلمان ایک دوسرے کی مسجدیں بھی جلاتے ہیں ان کو منہدم کرتے ہیں۔ شیعوں کے مقدس مقامات برباد کئے جاتے ہیں اور جلائے جاتے ہیں۔ تعزیوں کے جلائے جاتے ہیں۔ پاکستان میں لاہور میں بھی ایسے واقعات ہوئے پشاور میں بھی ایسے واقعات ہوئے کراچی میں ایسے واقعات ہوئے سندھ میں بکثرت ایسے واقعات بار بار ہوتے رہتے ہیں یہ کوئی آج اور کل کی بات نہیں تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ جب مسلمانوں نے ایک دوسرے مسلمان فرقے کے خلاف اپنی طرف سے علم جہاد بلند کیا اور ان کے راہنماؤں نے ان بے چارے سادہ لوح مسلمانوں کو یہ تعلیم دی کہ یہ مساجد ضرار مساجد ہیں۔ یہ خدا کی نہیں ہیں بلکہ غیر اللہ کی مساجد ہیں اٹھو ان کو منہدم کر دو خدا اس سے تم سے خوش ہوگا۔ پس اگر خدا کے نام پر خدا کے گھروں کو برباد کرنے کی تعلیم کو قوم برداشت کر لے اور عادت اس کی تاریخ کا حصہ بن چکی ہو تو پھر جب غیر ایسی حرکتیں کریں تو اس کو کس منہ سے تم طعنے دے سکتے ہو اس کو کس منہ سے کہہ سکتے ہو کہ تم بڑا ظلم کر رہے ہو تم نے خدا کی عبادت کرنے والے گھروں پر تم نے ظلم کا ہاتھ اٹھایا ہے اور عبادت کرنے والے گھروں کو منہدم کیا ہے۔

جماعت احمدیہ کی حالیہ تاریخ میں سے چند حقائق میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ جہاں تک خدا کے گھر کی عزت و احترام کا تعلق ہے کس حد تک وہ عزت آج پاکستان کے علماء کے ذہن پر روشن ہے یا ان کے دلوں میں جاگزیں ہے یا اُن کے رُخ معین کرتی ہے خدا کی خاطر اگر مسجد وں سے محبت ہو تو رُخ ایک ہی معین ہوگا یعنی وہ رُخ جو قبلے کا رُخ ہے جو خدا کی طرف لے کر جاتا ہے۔ خدا کی تعلیم پر مبنی ہے ایک ہی طرح کے رد عمل ظاہر ہوں گے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ محبت خدا کی ہو اور آپس کی دشمنیوں کے نتیجہ میں خدا کے گھر کی بربادی کے رد عمل مختلف ہو جائیں۔ خدا تو ہم سب کا خالق و مالک ہے جب اس کے گھر کی حرمت پر ہاتھ ڈالا جائے تو اس سے محبت کرنے والے کا رد عمل لازماً ایک ہوگا خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھنے والی مسجد ہو یا خدا کا گھر ہو۔ اس پہلو سے جب ہم دیکھتے ہیں تو آئیے میں آپ کو شکوے کے طور پر نہیں سمجھانے کی خاطر بتاتا ہوں کہ دیکھو کل تک تم جو حرکتیں کیا کرتے تھے آج اللہ کی تقدیر نے تمہیں آئینہ دکھایا ہے اور تمہیں بتایا ہے کہ خدا کے حضور یہ حرکتیں پسندیدہ نہیں ہیں اور یہ بغیر نہیں چھوڑی جائیں گی تقویٰ سے کام لو۔ خدا کی انگلی کے اشاروں کو دیکھو اور سمجھو۔ پاکستان میں جو احمدی مساجد شہید کی گئی ہیں ان میں سے ایک احمدیہ مسجد راہوالی ایک باگڑ سرگانہ۔ ایک مردان ایک گلا رچی، ایک علی پور چٹھہ۔ ایک مری۔ ایک دیپالپور۔ ایک ننکانہ صاحب۔ ایک چک $\frac{863}{GB}$ ۹ تحصیل و ضلع وہاڑی ایک چک نمبر $\frac{563}{GB}$ ۱۱ ہے۔ مختلف وقتوں میں یہ مسجدیں منہدم کی گئیں اور بعض جگہ ایسا ہوا کہ جب اس کا ملبہ بھی لوگ اٹھا کر لے بھاگے۔ مسجد مردان جب منہدم کی گئی ہے تو سارے علماء کی کارروائی تھی۔ بہت بڑی مضبوط مسجد تھی۔ اُسے بلڈوزر سے شہید کروایا گیا اور ساری ملبہ چیزیں چور لے کر بھاگ گئے۔ ننکانہ صاحب میں وہ جگہ ہی کی مسجد جب شہید کی گئی تو اس طرح کی گئی بلڈوزر سے کہ اس کو شہید کر دیا گیا اور ساری ملبہ چیزیں اپنے گھروں کی عمارتوں کی زینت بنا دی گئیں۔ پس سوال یہ ہے کہ یہ واقعہ ہونے میں کتنی دیر لگی تھی کیا اس وقت پاکستان میں کوئی حکومت موجود نہیں تھی کیا ان علماء کو جنہوں نے ان مسجدوں کو شہید کرنے کی تعلیم دی تھی ان کو علم نہیں تھا کہ یہ خدا کی عبادت کے گھر ہیں اور خدا کی عبادت کے لئے لوگ یہاں اکٹھے ہوتے ہیں۔ کیا یہ مساجد نہیں تھیں جانتے ہیں کہ مساجد تھیں کیونکہ دوسرے کو الف سے ثابت ہے کہ احمدیوں کی بکثرت مساجد چھین لی گئیں اور ان میں اب غیر احمدی علماء نمازیں پڑھاتے اور غیر احمدی نمازیں پڑھنے والے نمازیں پڑھتے ہیں۔ اگر وہ مسجدیں نہیں تھیں تو مندروں میں تو عبادت کرنے کا ان کو کوئی حق نہیں ہے کثرت سے ایسی مساجد ہیں جن پر قبضہ کیا گیا اور وہاں باقاعدہ اُن کو اپنایا گیا۔ قبلہ بھی وہی ہے کیونکہ پہلے بھی وہی قبلہ تھا وہی گنبد ہیں جو پہلے تھے وہی مینار ہیں جن میناروں سے پہلے اذانیں دی جاتی تھیں کوئی بھی فرق نہیں۔ گویا کہ ان کا فعل اقرار کر رہا ہے اور کھلم کھلا اقرار کر رہا ہے کہ احمدیوں کی مساجد بھی مساجد ہی ہیں خواہ منہ سے ہم ان کا جو مرضی نام رکھ دیں اور ان مساجد میں نماز نہ صرف جائز بلکہ خدا تعالیٰ نے گویا ہمارے لئے یہ حق مقرر کر دیا ہے کہ ان مساجد کو اپنائیں، چھینیں اور ان پر قبضہ کر کے ان میں خدا کی عبادت کیا کریں۔ یہ کسی کو خیال نہیں آتا کہ چوری کے مال پر کیسے عبادت ہو سکتی ہے، ڈاکے کے مال پر کیسے عبادت ہو سکتی ہے لیکن یہ تو الگ

باتیں ہیں۔ میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ دس مساجد اس وقت میرے علم میں ہیں جن کے نام میں نے پڑھ کر سنائے ہیں ان کو منہدم کیا گیا اور ان میں سے بعض ایسی ہیں جن میں چوبیس چوبیس گھنٹے تک کارروائی جاری رہی ہے اور کوئی حکومت وہاں دکھائی نہیں دیتی تھی اگر دکھائی دیتی تھی تو مسجدیں مسمار کرنے والوں کی تائید میں دکھائی دیتی تھی۔ چنانچہ ہمارے پاس تصویریں ہیں۔ قرآن کی مسلسل بے حرمتی ہو رہی ہے لوگ چوری کا مال اٹھا اٹھا کر لے جا رہے ہیں اور پولیس ساتھ کھڑی حفاظت کر رہی ہے کہ کہیں کوئی ان پر حملہ آور نہ ہو جائے حالانکہ جو نمازی تھے ان ساروں کو قید کر لیا گیا تھا۔ بچوں کو بھی بڑوں کو بھی سب کو اکٹھا سمیٹ سمیٹ کر ٹرکوں میں بھر کے حوالات میں بھیجا جا چکا تھا اور جب تک مسجد کی یہ کارروائی مکمل نہیں ہوئی ان کو چھوڑا نہیں گیا۔ احتیاطاً ساتھ ساتھ یہ سارے کام ہوئے اور آج

پاکستان کے اخبار

یہ لکھ رہے ہیں کہ احمدیا میں جو واقعہ گزرا یہ اچانک تو نہیں ہو گیا۔ حکومت اس وقت کہاں تھی جو مسجد منہدم کی گئی ہے یہ کوئی ایک گھنٹے آدھے گھنٹے کی کارروائی تو نہیں تھی اس پر تو پورا دن لگ گیا ہو گا یا دو دن لگ گئے ہوں گے کیا ہندوستان میں اس وقت کوئی حکومت نہیں تھی اور پھر اخبارات نے یہ لکھا ہے کہ حکومت تو تھی لیکن لوٹنے والوں اور منہدم کرنے والوں کی تائید میں کھڑی تھی پولیس ان کے ساتھ شامل تھی فوج ان کے ساتھ شامل تھی اور ان سب کی ملی بھگت سے یہ کارروائی ہوئی ہے اس لئے ہر عبادت کرنے والے کے لئے ایک چیلنج ہے۔ خدائے واحد و یگانہ کی وحدانیت پر ڈاکے مارے جا رہے ہیں۔ اٹھ کھڑے ہو اور اپنے انتقام لو اگر خدا کی محبت اور اس کی وحدانیت کی محبت کے یہ تقاضے تھے تو کل ان تقاضوں کو کیوں موت آگئی تھی اگر کل یہ تقاضے مر چکے ہیں تو آج بھی زندہ نہیں ہوئے اور ان مردہ تقاضوں کی خدا کی تقدیر کو کچھ بھی پرواہ نہیں۔ جب تم خدا کے گھر کا تقدس لوٹنے والوں سے ایک جگہ تم محبت اور پیار کا سلوک کرتے ہو ان کو اپنی تائید مہیا کرتے ہو ان کی پشت پناہی کرتے ہو تو کل جب تمہارے ساتھ یہ ہو گا تو کس طرح خدا سے توقع رکھتے ہو کہ خدا کی تقدیر تمہاری پشت پر آ کھڑی ہو گی۔ یہ تقدیریں وہی ہیں جو ہمیشہ سے اسی طرح چلی آ رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار متنبہ کیا کہ دیکھو تم جو حرکتیں کر رہے ہو یہ ضائع نہیں جائیں گی خدا کی تقدیر ضرور تمہیں پکڑے گی ؏

قرض ہے واپس ملے گا تم کو یہ سارا ادھار

تم اپنی مستقبل کی تقدیر بنا رہے ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آج کا خائن عالم ہے جو کل کے مسلمانوں کی بربادی کا ذمہ دار ہے اور کل کا خائن عالم تھا جو آج کے مسلمانوں کی بربادی کا ذمہ دار ہے۔ اس خائن کو پکڑو اس سے حساب لو اگر تم اس خائن سے حساب لو گے تو خدا تعالیٰ کی تقدیر تمہاری تائید میں اٹھ کھڑی ہو گی اور تمہارے مخالفوں سے حساب لیا جائے گا ورنہ تم تو خود حساب دینے کے مقام پر آ کھڑے ہوئے ہو ایک واقعہ نہیں دو واقعے نہیں۔ بار بار مساجد کی بے حرمتی کی گئی ان کو ظلموں کا نشانہ بنایا گیا عبادت کرنے والوں کو رستوں میں گھسیٹا گیا۔ ان کو مارا گیا ان کو اس بات کی سزا دی گئی کہ کیوں تم خدا کی عبادت کر رہے تھے اور اب جب یہ سب کچھ ہو رہا ہے تو اچانک غیرت دینی اٹھ کھڑی ہوئی ہے اور ساری دنیا میں شور برپا کر دیا گیا ہے کہ ہم مسجدوں کی بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتے۔ اپنے گھر کی مسجدوں سے کرتے رہے ہو اور کرتے ہو گیا اس کا نتیجہ نکالا جائے گا کہ خدا تعالیٰ نے یہ فرمان جاری فرما دیا ہے کہ میری عبادتگاہوں کی بے حرمتی کا حق صرف مسلمانوں کو ہے ساری دنیا میں ان کو کھلی چھٹی ہے جب چاہے میری عبادت کے گھر کو مسمار کریں برباد کریں قرآن کریم کو جلائیں گلیوں میں پھینکیں کسی اسلامی حکومت کا حق نہیں ہے کہ اس پر ان کو سرزنش کرے لیکن ہاں غیروں کو حق نہیں ہے کہ وہ خدا کا کوئی معبد تباہ کریں وہ جب کریں گے تو تمہیں جوابی کارروائی کا حق ہے تم کرو گے تو تمہاری اپنی چیز ہے کیوں نہ کرو۔ خدا کا گھر اور کسی کا ہے تمہارا ہی تو ہے جو چاہو اس پر کر

گر دو شیخ جیسے کہا گیا ہے کہ ؏ تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

گویا خدا ان کو یہ کہتا ہے کہ میرے تقدس کو برباد کرتے رہو اس کا خون میں اپنی گردن پر لیتا ہوں میں تمہیں کہتا ہوں کہ جاؤ اٹھو اور جو مرضی کرو تم مالک ہو تمہاری چیز ہے جو چاہو کرتے پھرو۔ ہاں غیروں کو نہ کرنے دینا غیر کریں گے تو پھر غیرت دکھانا یہ اسلامی تعلیم ہے! یہ اللہ کی محبت پر مبنی تعلیم ہے؟ ہو ہی نہیں سکتا جاہلانہ باتیں ہیں اور ان جاہلانہ باتوں کو تم نے برداشت کیا ہے اور قبول کیا ہے اور اپنا لیا ہے اپنی سنت کا حصہ بنا لیا ہے۔ بنگلہ دیش میں ایک انگلی نہیں اٹھی جس نے ان بدکرداروں اور ظالموں کو روکنے کی کوشش کی ہو۔ پاکستان میں ایک انگلی نہیں اٹھی جس نے احمدی مسجدوں کی شہادت کے وقت ان ظالموں اور بدکرداروں کو روکنے کی کوشش کی ہو لیکن بنگلہ دیش میں ایک فرق ضرور ہے کہ بنگلہ دیش کے اخباروں اور دانشوروں اور سیاستدانوں نے ان واقعات کی مذمت ضرور کی ہے آگے بڑھ کر روکنے کی توفیق نہیں تھی تو مذمت تو ضرور کر دی گویا ایک ادنیٰ تقاضے تو ضرور پورے کر دئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ تصویر کھینچی ہے کہ اعلیٰ ایمان تو یہ ہے کہ آگے بڑھو اور بدی کو روکو اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتے تو کم از کم زبان سے روکو۔ اگر زبان سے نہیں روک سکتے تو برا تو مناؤ پاکستان میں کتنے ہیں جنہوں نے زبان سے روکا ہو جنہوں نے آواز اٹھائی ہو۔ اب کہیں کہیں یہ آواز اٹھنے لگی ہے مگر اس سے پہلے تو مکمل خاموشی تھی پس یہ بھی تو باتیں ہیں کہ جن کی طرف دھیان جاتا ہے اور اس وجہ سے میں ان حقائق کو جو بہت تلخ ہیں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ حقیقت میں مسلمانوں کی اس بد قسمتی کے دور کا علاج یہ ہے کہ مسلمان راہنماؤں کو ان غلطیوں کی طرف متوجہ کیا جائے اور مشورہ دیا جائے کہ بیماری یہاں واقع ہے اس بیماری کو دور کرنے کی طرف توجہ دو پھر خدا کا فضل ضرور نازل ہو گا وہ مساجد جو ہندوستان میں منہدم کی گئی ہیں وہ ظلم ہمارے دل پر اس سے زیادہ گراں گذر رہے ہیں جو تمہارے دلوں پر گذرتے ہیں کیونکہ ہمیں خدا کی عبادت سے محبت ہے عبادت گاہوں سے تعلق ہے دنیا میں کہیں بھی کوئی عبادت گاہ مسمار کی جائے گی تو احمدی کے دل پر اس کا ملبہ اس طرح گرے گا جس طرح اس کے دل پر چوٹ لگانے کی خاطر ایک ایک اینٹ اوپر گر رہی ہو لیکن تمہیں تو عادت ہے تمہیں تو اس بات کا ایک تجربہ ہے کہ کس طرح گھر برباد کئے جاتے ہیں تمہیں کیوں تکلیف ہو رہی ہے پس احمدی کو تکلیف ہے تکلیف کی وجہ سے میں یہ بات بیان کر رہا ہوں میں جانتا ہوں اس کے سوا حل ہی کوئی نہیں اگر تم باز نہیں آؤ گے اپنی اصلاح نہیں کرو گے اور خدا کے تعلق کی بناء پر سوچ کی اپنی قدروں کی اصلاح نہیں کرو گے۔ اگر اپنے قبلے درست نہیں کرو گے تو اسی طرح بھٹکتے رہو گے اسی طرح ظلم کا شکار رہو گے تو تقویٰ سے کام لو اور تقویٰ کی حکومت کو قائم کرو۔ آج سارے پاکستان کے اخبار ہندوستان کو طعنہ دے رہے ہیں کہ کیا ہوئی تمہاری سیکولر حکومت کیا ہوا تمہارا سیکولر فلسفہ اس ملبے کے ڈھیر کے نیچے تمہارا سیکولرازم بھی دب کر مر گیا لیکن کل جو احمدی مساجد مسمار ہو رہی تھیں تو ان کے ملبے کے نیچے کیا چیز دب کر مر رہی تھی۔ کبھی تم نے سوچا ہے؟ وہ اسلام جس کا تم دعویٰ کر رہے تھے وہ مذہبی اسلام ان ملبوں کے ڈھیر کی نظر ہو گیا وہ اعلیٰ قدریں جن کا تم دعویٰ کرتے ہو وہ سب قدریں اللہ ملبے کے نیچے دم توڑ گئی تھیں پس بیماری کو پکڑو اور اس کا فکر کرو کہ کہاں واقع ہے اور کیوں واقع ہے اس کا علاج بھی ہو گا جب تم بیماری سمجھو گے اور اس کا ایک ہی علاج ہے کہ تقویٰ سے کام لو خدا کی محبت سے کام لو وہ لوگ جو خدا کی عبادت کرتے ہیں جس طرح بھی کرتے ہیں ان کی راہ میں روک نہ بنو کیونکہ اگر روک بنو گے تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر تمہاری ہر ترقی کی راہ میں حائل ہو کر کھڑی ہو جائے گی کسی میدان میں تمہیں آگے نہیں بڑھنے دے گی یہی علاج ہے۔ یہی ایک طریق ہے ہم بھی دعا کر رہے ہیں اور دن بدن ہمارے دل زیادہ اداس اور غمگین ہوتے چلے جاتے ہیں جماعت اس وقت بہت تکلیف میں ہے ساری دنیا میں جماعت کے جو خطوط آ رہے ہیں انہیں نہایت بے بسی کا عالم ہے عجیب مصیبت ہے کہ دونوں طرف کے دکھ ہمیں سہنے پڑ رہے ہیں جب ہم پر مظالم ہوتے ہیں تو وہ بھی ہمارے دل پر ٹوٹتے ہیں ہمارے ظلم کرنے والے بھائیوں پر جب مظالم ہوتے ہیں تو وہ بھی ہمارے دل پر ٹوٹتے ہیں۔ امر واقعہ تو یہ ہے کہ سچا مسلمان وہی ہے جو رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا غلام ہے جو صرف مسلمان کے دکھ سے دکھی نہیں ہوا کرتے تھے ایک یہودی کے دکھ سے بھی دکھی ہو جایا کرتے تھے ایک عیسائی کے دکھ سے بھی دکھی ہو جایا کرتے تھے ایک مشرک کا دکھ بھی محمد رسول اللہ کے دل کو تکلیف دیا کرتا تھا اس رحمۃ للعالمین سے اپنا تعلق ہم

راہ پا لیتا اسی میں تمہاری نجات ہے اور اسی کے ساتھ اسلام کی تمام ترقی کے راز وابستہ ہیں ان رازوں کو سمجھو اس پیغام کو سمجھو اللہ تعالیٰ تمہیں ہر میدان میں ترقی عطا فرماتا چلا جائے گا خدا کرے کہ ہم اہل اسلام کو یہ پیغام
آئے ہم تو تبلیغ کر کر کے الفاظ میں یہ باتیں کہتے کہتے تھک گئے ہیں کوئی اثر نہیں دکھائیں شاید خدا کے حضور ہماری دعائیں کام کر جائیں شاید خدا کی تقدیر کبھی ان کو ایسا جھٹکا دے جس سے آنکھیں

خطبہ جمعہ

امراء کو چاہئے کہ وہ اپنے سیکرٹری اصلاح و ارشاد کے ساتھ ایک میٹنگ کریں اور جائزہ لیں کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے

عہدیداران وہ اس نیت سے کام کریں کہ اللہ کی رضا کی نظر میں ان پر پڑنے لگیں

امانت کا حق ادا کرنے والوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ امانت کا حق ادا کرتے ہوئے جان بھی جائے تو حق ادا نہیں ہوتا

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۸؍ فتح (دسمبر) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ۝

(سورۃ النساء: آیت ۵۹)

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ

امانتیں ان کے اہل کے سپرد کیا کرو

اور جب تم لوگوں پر انصاف کے لئے مقرر کئے جاؤ۔ یہ مقرر کئے جانے کا معنی میں نے مفہوم کے طور پر بیان کیا ہے۔ آیت کا ترجمہ صرف اتنا ہے کہ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ: جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ مقرر کئے جاؤ کا معنی میں نے اس لئے بیچ میں بیان کیا ہے کہ آیت کے پہلے حصے کا اس سے تعلق ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا: اس کا ایک معنی یہ ہے کہ اسے اپنے حاکموں کا انتخاب کرنے والو! جب تم اپنے حاکم چنا کرو تو امیر چنا کرو تو یاد رکھو کہ اسی کو چنو جو اس کا اہل ہو۔ اب آیت کروٹ بدلتی ہے اور جو چنا جاتا ہے اس کو مخاطب ہوتی ہے تو ان معنوں میں مقرر ہونے کا مفہوم اس میں داخل ہے پس معنی یہ ہوئے کہ وہ جو چنے جاتے ہیں جن پر اعتماد کیا جاتا ہے جن کو اہل سمجھا جاتا ہے جب وہ کسی عہدے پر فائز کر دئے جائیں تو ان کو خدا تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے کہ وہ عدل انصاف سے فیصلہ کریں۔ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اللہ بہت ہی اچھی نصیحت کرنے والا ہے کیسی پیاری نصیحت فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا اللہ بہت سننے والا اور بہت دیکھنے والا ہے۔

اس مضمون سے متعلق کچھ اور کہنے سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ خطبہ میں جب میں نے یہ بیان کیا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سوا مجھے تمام نبیوں کی تاریخ میں ایک بھی اور نبی دکھائی نہیں دیتا جس کو خلق خدا "امین" کہتی ہو جس کی امانت اور دیانت کی شہرت ایسی عام ہو گئی ہو کہ قوم اسے دیکھ کر امین امین پکار اٹھے اس پر کسی نے مجھے توجہ دلائی کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی ایک عورت کی گواہی ہے کہ وہ قوی اور امین ہیں حالانکہ ان دو باتوں میں بہت نمایاں فرق ہے کہاں یہ کہ پوری قوم جس کے ساتھ ایک شخص کا واسطہ پڑتا ہو بچپن سے لے کر جوانی تک اس نے اس کو ہر حال میں دیکھا ہو وہ بے اختیار یک زبان ہو کر کسی کو امین کہتی رہے اور کہاں یہ قصہ جس کی اس کے ساتھ کوئی نسبت نہیں

کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دو بیچاری بچیوں کے ریوڑ کو پانی پلایا تو انہوں نے گھر جا کر اپنے باپ سے یہ حقیقت بیان کی بتایا کہ ہم سے ایک نیک دل آدمی نے کیا سلوک کیا تو ساتھ ہی یہ مشورہ دیا کہ ان کو اپنے پاس رکھ لو۔ کام آئے گا۔ ... قوی بھی ہیں اور امین بھی ہیں تو حضرت موسیٰ سے جو واسطہ تھا وہ محض چند لمحوں کا سرسری واسطہ تھا اور پھر ایک لڑکی کی گواہی تھی اور اس گواہی میں دراصل ایک دفاع تھا۔ ایک نفسیاتی کیفیت تھی جس کا اظہار کیا گیا ہے۔ ایک لڑکی جب اپنے باپ سے کسی مرد کو ملازم رکھنے کے متعلق بات کرتی ہے تو اس کے شعور کے پس منظر میں ضرور یہ خیال پیدا ہو گا کہ میرا باپ کیا سوچے گا کہ کس قسم کا آدمی ہے جس کی سفارش کر رہی ہے تو ان چند لمحوں میں اس بچی نے حضرت موسیٰؑ کے کردار کا جو اندازہ لگایا تھا اس اندازے کو اس طرح پیش کیا کہ اسے گھر میں رکھنے سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہم نے تو جہاں تک دیکھا ہے وہ قوی ہے اور امین ہے قوی سے مراد یہ ہے کہ اپنی امانت کی حفاظت کرنا بھی جانتا ہے کوئی ایسا کمزور انسان نہیں جو آج کچھ ہو اور کل کچھ ہو

متلوّن مزاج آدمی اگر امین بھی ہو تو اس کی امانت کا اعتبار نہیں رہتا

ایک بات تو یقیناً ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے کردار میں ایسی عظمت پائی جاتی تھی کہ اسے دیکھ کر ایک بچی نے موقعہ کے مطابق بہت عمدہ فیصلہ کیا اور اس کا بہت عمدہ تعارف کرایا لیکن اسے یہ کہنا کہ گویا ساری قوم نے حضرت موسیٰؑ کی امانت کی گواہی دی ہو۔ یہ درست نہیں ہے۔

جہاں تک انبیاء کا تعلق ہے انبیاء پر اس کے برعکس الزام تو لگے ہیں لیکن قومی گواہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سوا کسی کے حق میں نہیں دی گئی۔ مثلاً حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کہ جس کے گھر میں تھے اس گھر کی امانت پر خیانت کا الزام لگا تو خدا تعالیٰ نے اس الزام کو سراسر جھوٹا ثابت کر دیا لیکن یہ الگ بات ہے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنے بھائیوں کی طرف سے چوری کا الزام بھی لگا۔ حضرت کرشنؑ پر ان کے ماننے والوں کی طرف سے چوری کا الزام ہے۔ ان کا نام ہی مکھن چور رکھا ہوا ہے تو انبیاء بیچاروں کے اوپر ناجائز غلط الزام دل آزاری کے الزام لگتے رہتے ہیں۔ خود حضرت موسیٰ پر بھی لگتے تھے چنانچہ قرآن کریم نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۔

(سورہ احزاب آیت ۷۰)

اے ایمان والو! دیکھو موسیٰؑ کے لوگوں کی طرح نہ ہو جانا۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو غلط باتیں کہہ کر موسیٰ کو دکھ پہنچایا کرتے تھے۔ غلط الزام اس پر لگایا کرتے تھے پس اللہ نے اس کو بری فرمایا تو

قوموں نے اپنے اپنے انبیاء سے نبوت سے پہلے بھی ظلم کے بڑے بڑے سلوک کئے ہوئے ہیں۔ کئی قسم کے الزام لگائے ہیں لیکن حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا کردار واضح طور پر اتنا نمایاں، صاف اور روشن تھا کہ قرآن کریم نے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ان کو کہہ دے:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

(سورہ یونس آیت ۱۷)

میں اس سے پہلے تم میں ایک پوری عمر گزار چکا ہوں۔ تم سارے گواہ ہو۔ ایک ادنیٰ سا ایک ذرہ بھی کردار کے داغ کا تم نے مجھ پر لگانے کی بھی کوشش نہیں کی۔ پس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی امانت اور دیانت اتنی صاف اور نمایاں اور روشن ہو کر چمکی ہے کہ اگرچہ تمام انبیاء امین تھے، تمام انبیاء دیانتدار تھے اس میں ذرہ بھی شک نہیں لیکن جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سامنے ان انبیاء کو رکھا جاتا ہے تو ویسی ہی کیفیت دکھائی دیتی ہے جیسے کسی نے کہا ہے

رات محفل میں تیرے حسن کے شعلے کے حضور
شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا

تو اتنا حسین، اتنا روشن چہرے والا انسان ہے کہ تیرے مقابل پر جب ہم نے شمع کو دیکھا تو نور کا کوئی نشان دکھائی نہ دیا۔ پس یہ موازنہ کی باتیں ہیں شمع تو روشن ہی ہوتی ہے لیکن جب ایک روشن تر وجود شمع کے سامنے آجائے تو پھر شمع کی روشنی مدھم اور پھیکی پڑ جایا کرتی ہے پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سچی تعریف یہی ہے اور اس میں کسی نبی کی برائی نعوذ باللہ من ذالک ہرگز مقصود نہیں سب اپنی اپنی جگہ اچھے تھے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر ٭ لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

دیانت کی جو شان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات میں چمکی ہے ویسی شان آپ ساری دنیا میں ڈھونڈ کر دیکھیں آپ کو کہیں اور دکھائی نہیں دے گی۔

دوسرا امر جس کی طرف میں نے متوجہ کیا تھا وہ ایک معمولی نکتہ ہے میں نے مثال دیتے ہوئے یہ بیان کیا تھا کہ تصنیف کا شعبہ بھی ایک اہم شعبہ ہے اور اس کا حق ادا کرنے کے کیا طریق ہیں وہ بھی تو ایک امانت ہے۔ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ باہر کی دنیا میں تصنیف کا شعبہ الگ نہیں ہے بلکہ اشاعت کے ساتھ ہی اس کا تعلق ہے۔ عملاً تو کوئی فرق بھی نہیں پڑتا اشاعت میں تصنیف داخل ہو یا تصنیف کا شعبہ الگ ہو جہاں تک ذمہ داریوں کا تعلق ہے وہ تو اسی طرح رہتی ہیں پس جماعتی امانتوں کے سلسلہ میں اب میں ایک دو اور مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

اصلاح وارشاد یعنی تبلیغ اور دوسروں تک حق بات پہنچانا اور دعوت الی اللہ۔ تمام بنی نوع انسان کو اللہ کی طرف دعوت دینا ایک بہت ہی اہم شعبہ ہے اور دنیا کے ہر ملک میں جہاں نظام جماعت قائم ہے وہاں خدا کے فضل سے یہ شعبہ بھی رائج ہے لیکن جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے دعوت الی اللہ کے بارہ میں

اصلاح وارشاد کے بہت کم سیکرٹری ایسے ہیں

جنہیں اس بات کا شعور ہے کہ وہ ہیں کیا؟ ورنہ اپنے منصب کا ہی پتہ نہیں یہ علم نہیں کہ ان پر کیا کیا ذمہ داریاں ہیں اور کس طرح وہ ادا کرنی ہیں اگر تمام سیکرٹری اپنی پوری ذمہ داری سمجھتے ہوئے بیدار ہو جائیں اور فعال ہو جائیں تو ساری دنیا کی جماعتوں میں ایک شور برپا ہو جائے۔ سیکرٹری مال کی مثال دیکھیں وہ ایک ایسا سیکرٹری ہے جو روایتاً مسلسل سالہا سال سے جماعت میں بڑی محنت اور خلوص اور مستقل مزاجی سے کام کرتا چلا آتا ہے اور سیکرٹری مال کے تصور کے ساتھ ہی ایک محنتی، پُرخلوص، امانت کا حق ادا کرنے والا دن رات اس فکر میں غلطاں کہ میرا بجٹ کیسے پورا ہوگا ایسے وجود کا ایک تصور ابھرتا ہے۔ بالکل ایسا ہی تصور ہر دوسرے شعبے کے سیکرٹری کے متعلق جماعت میں قائم ہونا چاہیئے اور یہ تصور تبھی قائم ہوگا جب وہ ایسے کام کریں گے جہاں تک میں نے نظر دوڑا کر دیکھا ہے سیکرٹری مال الّا ماشاء اللہ خدا کے فضل سے بہت محنت کرتے ہیں۔ کراچی کے سیکرٹری مال مجھے یاد ہے کہ بہت بچپن کے زمانہ سے اب تک جو بھی رہے ان کا یہ حال تھا کہ وہ صبح دفتر جاتے تھے دفتر سے جماعت کے دفتر چلے جایا کرتے تھے۔ جماعت کے دفتر سے رات گیارہ بارہ بجے اس وقت گھر لوٹا کرتے تھے کہ جب بیوی بچے سب سو چکے ہوں اور یہ ایک دو دن، ایک دو مہینے کی بات نہیں سالہا سال اسی طرح انہوں نے عمریں گزار دیں تو جو شخص امانت کی اہمیت سمجھتا ہو وہ امانت کا حق ادا کرنے لگے تو اس کو محسوس ہوتا ہے کہ اس کی ساری زندگی بھی اس میں صرف ہو جائے تب بھی اس کے دل کو امانت کا حق ادا کرنے کا چین نصیب نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنی ذات میں یہی سمجھتا رہتا ہے کہ ابھی یہ کوتاہی ہو گئی ابھی وہ کوتاہی ہو گئی اور ابھی تک میں ویسا کام نہیں کر سکا جیسا کہ حق تھا اس جذبہ کے ساتھ جماعت کے عہدیداروں کو پہلے اپنے منصب کو پہچاننا چاہیئے اپنی ذمہ داریوں کا شعور حاصل کرنا چاہیئے اس شعور کے مطابق پھر ان کا دل جاگ اٹھے گا ان کا احساس زندہ ہو جائے گا۔ انہیں اپنی ذات سے تکلیف ہونی شروع ہو جائیگی وہ محسوس کریں گے کہ ان پر قرض کا بوجھ بڑھتا چلا جا رہا ہے اور یہ بوجھ ہے احساس کی شدت ہے جو ان کو کام کے لئے آگے بڑھاتی چلی جائے گی لیکن وہ احساس ہی بیدار نہ ہو، وہ شعور نہ ہو، پتہ نہ ہو کہ ہم کیوں بنائے گئے کس مقصد کے لئے کیا ذمہ داریاں ہم پر ڈالی گئی ہیں تو جماعت کے کام اسی طرح پڑے رہیں گے۔ پس دعوت الی اللہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ انفرادی طور پر ان احمدیوں کی وجہ سے ہو رہا ہے جو مختلف تحریکات کے نتیجہ میں خود اپنے دلوں میں ایک ولولہ پیدا کر لیتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جن کو پھر تبلیغ کا جنون ہو جاتا ہے وہ دن رات اس میں لگے رہتے ہیں اور سیکرٹری اصلاح وارشاد کا زیادہ تر کام یہ ہے کہ ان کے پھل سمیٹ کر اپنی طشتری میں سجا کر جماعت کو پیش کر دے طشتری تو طشتری ہی رہے گی۔ اصل تو اس درخت کی قدر و قیمت اور اسی کی شان ہے جس درخت نے وہ پھل پیدا کیا۔ پس آپ بھی وہ درخت بن سکتے ہیں۔ ہر سیکرٹری وہ درخت بن سکتا ہے جو بار آور ثابت ہو جسے شیریں دائمی پھل لگیں ایک فرد کو تو تھوڑے پھل لگ سکتے ہیں کیونکہ اس کا دائرہ کار محدود ہوتا ہے لیکن جب ایک عہدیدار فعال ہو جائے ایک ثمر دار درخت کی شکل اختیار کر جائے تو پھر اس کی کوششوں سے ساری جماعت کو جو پھل لگتے ہیں وہ اس کے پھل بن جاتے ہیں یہ ایسا درخت ہوتا ہے جس کے سائے تلے ساری جماعت آجاتی ہے اس کی شاخیں دور دور تک جماعت میں پھیلتی ہیں اور جماعت کو فیض پہنچاتی ہیں اسی لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مثال ایک ایسے درخت کی سی دی ہے جس کی شاخیں دنیا میں دور دور تک پھیلیں گی اور ان شاخوں کے سائے تلے لوگ آرام کریں گے اور ٹہنیوں پر پرندے بیٹھیں گے اس کے پھل سے لوگ فائدہ اٹھائیں گے تو سیکرٹریوں کو اس ذمہ داری کے ساتھ اپنے منصب کو سمجھنا چاہیئے اور یہ سوچتے ہوئے کام کرنا چاہیئے کہ جوابدہ تو وہ بہرحال ہوں گے امیر نے جواب طلبی نہ کی تو خدا تعالیٰ جواب طلبی کرے گا اور ایک اور مشکل یہ ہے کہ جواب طلبی کے خوف سے بھاگنے کی بھی جگہ کوئی نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ اپنی خدمت سے بھاگنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔ خود عہدے کی تلاش میں، عہدے کی طلب میں آگے بڑھ کر ہاتھ پھیلا کر عہدہ لینا یہ نہایت مکروہ حرکت ہے لیکن یہ بھی مکروہ حرکت ہے کہ کام کے بوجھ سے ڈر کر انسان پیچھے قدم اٹھائے اور پیٹھ دکھائے اور خدا کے کام دوسروں کے سپرد کرکے آپ بھاگ جائے پس یہ ایسی امانت نہیں ہے جس میں آپ کو اختیار ہے یہ امانت وہ ہے جسے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے عواقب سے بے خبر ہو کر خود قبول کر لیا تھا اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے اور جانتے ہوئے کہ اس سے مجھے بہت تکلیف پہنچے گی پھر بھی اس امانت کو جو ساری دنیا کی ہدایت کا بوجھ تھا اٹھانے کے لئے آپ تیار ہوئے اور "جہولاً" ان معنوں میں کہ اس کے عواقب سے بالکل بے پرواہ ہو گئے ہم تو اب

اس امین کے غلام بن کر اس دنیا میں آئے ہیں اس غلامی کا تعلق توڑے بغیر ہم اس امانت کا بوجھ اُٹھانے سے الگ نہیں ہو سکتے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کی وجہ سے

جماعت احمدیہ میں عہدوں سے استعفیٰ دینا نہایت مکروہ اور بیہودہ حرکت سمجھی جاتی ہے

کئی لوگ لکھ دیتے ہیں کہ جی ہمیں معاف کیا جائے ہم اس قابل نہیں ہیں قابل تو ایک ہی تھا یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ آپ ہی کی غلامی آپ ہی کے صدقے ساری دنیا قابل بنائی جا رہی ہے اور آپ کے سبب غلاموں کو کچھ نہ کچھ صلاحیتیں عطا ہوتی ہیں۔ پس قابلیت کا فیصلہ تو خدا نے کرنا ہے۔ یہاں قابلیت کا مضمون صرف اتنا ہے کہ جو کچھ ہے وہ لے کر حاضر ہو جاؤ جتنی بھی قابلیت ہے وہ پیش کر دو پس جب آپ اس کو امانت کے مضمون کے ساتھ ملا کر پڑھیں گے تو تب آپ کو سمجھ آئے گی کہ امانت کیا ہے۔ امانت سے یہ مراد نہیں ہے کہ تم میں جو طاقت نہیں ہے وہ بھی پیش کرو ورنہ خدا تمہیں پکڑے گا۔ انسان کی استعدادیں بھی امانت ہیں اس کی تمام صلاحیتیں امانت ہیں۔ اللہ کی امانت کا بوجھ اس پر اتنا ہی ڈالا جائے گا۔ جتنی خدا نے اس کو صلاحیتوں کی امانت ودیعت فرمائی ہے۔ پس اس امانت کے ساتھ بیرونی امانت کا ایک تعلق اور رشتہ ہے ایک توازن قائم ہے۔ اس کے درمیان عدل قائم ہے اللہ تعالیٰ عدل سے فیصلہ فرماتا ہے۔ پس کسی کے لئے یہ موقعہ نہیں کہ اس کا ضمیر اسے کچھ کے کہ تم پر جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے وہ منصب تمہاری طاقت سے بڑھ کر ہے اسی لئے تم نے اگر حق ادا نہ کیا تو مجرم ہو گے اس لئے اس کو چھوڑ دو چھوڑنے کی بھی اجازت نہیں ہے خدا نے جو سعادت بخشی ہے اسے قبول کرنا ہوگا کیونکہ یہ چھوڑنا محمد رسول اللہؐ سے رشتہ توڑنے کے مترادف ہے پھر کوئی سچا مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ہاں امانت طاقت کے مطابق ہوگی جس قدر خدا نے توفیق بخشی ہے اس کے مطابق آپ کام کریں۔ اتنا ضرور کریں اور کوشش کریں کہ توفیق کی آخری حدوں تک آپ کا کام پہنچ جائے اور آپ امانت کی ذمہ داریوں سے پورے کے پورے بھر جائیں آپ کا وجود اس پہلو سے مکمل ہو جائے کہ جو کچھ بھی خلا تھے وہ سارے بھر دیئے گئے جو آپ میں طاقت تھی آپ نے اس کے مطابق خدا کے حضور سب کچھ امانت کا حق ادا کرتے ہوئے پیش کر دیا پھر اللہ کے سپرد معاملہ ہے اللہ تعالیٰ احسان فرمانے والا ہے، بخشش کرنے والا ہے مغفرت فرمانے والا ہے جانتا ہے کہ انسان کمزور ہے پھر جہاں جہاں کمزوریاں ہونگی خلا ہوں گے جہاں بعض دفعہ ہم سمجھیں گے کہ ہم نے خدا کی خاطر کام کیا تھا مگر اپنی انانیت بیچ میں داخل ہو گئی اپنے دکھاوے کی سرشت نے اس امانت کے حق کو گندا کر دیا اور کئی قسم کے رخنے ہمارے کاموں میں پیدا کر دیئے۔ یہ تمام باتیں ہماری نظروں سے اوجھل رہتی ہیں۔ قیامت کے دن خدا جس کے سامنے کھڑے کا اسی کو معلوم ہوگا۔ پس یہ جو دوسرا مضمون ہے اس میں انکساری کے ساتھ دعا کرنے کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر شخص کو ہم نے ایسا بنایا ہے کہ اس کے اعمال اس کو زینت دکھائی دیتے ہیں اپنے اعمال کو بہت خوبصورت سمجھتا ہے پھر ایک دن خدا کے حضور پیش ہونا ہے وہ بتائے گا کہ تمہارے اعمال کی حیثیت کیا تھی۔ پس جب آپ سب کچھ کر بیٹھیں تو اس وقت بھی محفوظ مقام پر نہیں پہنچتے۔ ہاں محفوظ مقام پر پہنچنے کی ایک کوشش ہے جو اپنی طرف سے بھرپور کر دی گئی۔ محفوظ مقام یہی ہے جسے خدا محفوظ قرار دے انبیاء بھی بے حد بے چینی میں زندگی بسر کرتے ہیں امین ہوتے ہیں اس کے باوجود کہ وہ امانت کا ہر حق ادا کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتے ہیں ساری جان اس میں ہلکان کر دیتے ہیں پھر بھی بے چین رہتے ہیں کہ کوئی کمی نہ رہ گئی ہو، کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو گئی ہو جماعت کے عہدیداران اگر اس روح کے ساتھ کام کریں گے تو مجھے ادنیٰ بھی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کمزوریوں سے مغفرت کا سلوک فرمائیگا ان کی پاک نیتوں کو پیار اور محبت کی نظر سے دیکھے گا اور ان کے اعمال میں ان کی کوششوں میں غیر معمولی برکت ڈالے گا۔ جہاں بھی جماعت کے کچھ خدمت کرنے والے اس طرح پیار اور اخلاص سے خدمت کرتے ہیں ان کو ضرور برکت ملتی ہے۔

انگلستان کی جماعت کی ایک بچی

کا میں نے ذکر کیا کہ اس کو خدا تعالیٰ نے پھل پر پھل دئے رہا ہے اور جو انگریز بچیاں اُس نے مسلمان بنائی ہیں ان کے اوپر اس کی چھاپ دکھائی دیتی ہے۔ وہی اخلاص وہی انکساری وہی دین میں بشاشت اور پھر آگے پیغام پہنچانے کا جذبہ۔ ابھی دو دن ہوئے ہیں یہاں انگلستان ہی کی جماعت کا ایک نوجوان مجھے ملا اس کے ساتھ ایک نیا احمدی تھا وہ بھی چہرے سے ہی نظر آتا تھا کہ بچہ فدائی اور سلسلے کا عاشق ہے اور ایمان کی پوری بشاشت اس کے چہرے پر دکھائی دیتی تھی۔ مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ یہ اس کا بنایا ہوا احمدی ہے۔ اس کی دعوت سے احمدی ہوا ہے حالانکہ وہ لڑکا خود بالکل نوجوان ہے، چھوٹی عمر کا ہے اور پھر اس نے بتایا کہ یہ ایک تو نہیں ہے آپ جب برمنگھم آئے تھے تو وہاں بھی میں نے ایک پیش کیا تھا وہ بھی اللہ کے فضل سے ایسا ہی ہے۔ اور پھر مجھے مزید تحقیق سے پتہ چلا کہ اس کے والد بدقسمتی سے احمدی ہونے کے باوجود بہت دور جا چکے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے یا اس کے بزرگ دادا کی دعائیں ہوں گی یا ماں کی دعائیں ہیں جو ان کے حق میں قبول ہوئیں کہ سارے ہی بچے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخلص احمدی ہیں مگر یہ نوجوان تو بے حد عاشق اور دعوت الی اللہ میں ایسا فدا ہے کہ سب کچھ اس کا دعوت الی اللہ بن چکا ہے۔ اس چھوٹی عمر میں نوجوانی کی عمر میں یہ فدائیت جس کو نصیب ہو اللہ کا بڑا احسان ہے اور باقی جن کو نصیب نہیں ان کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ کیوں نصیب نہیں۔ تمہیں بھی خدا نے ایسے ہی اعضاء دئے ہیں، تمہیں بھی خدا نے وہ طاقتیں عطا کی ہیں جن طاقتوں کو خدا کی راہ میں استعمال کرنے سے ایسے پھل لگ سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہر احمدی کے لئے اپنے منصب کو کم سے کم اس لحاظ سے پہچاننا ضروری ہے کہ ہمیں توفیق ہے یہ تو اعتراف کرنا ہوگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی احمدی کہے کہ ہمیں توفیق نہیں ہے اس لئے ہم مجبور ہیں توفیق سب کو ہے۔ اس لئے آپ سے توفیق کے مطابق پوچھا جائے گا۔ اگر سو کی توفیق نہیں تو دس کی ہوگی دس کی نہیں تو ایک کی ہوگی۔ ایک سال میں ایک کی نہیں تو چند سالوں میں ایک کی ہوگی توفیق تو بہرحال ہے میں مان ہی نہیں سکتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے باغ کا کوئی پودا ہو اور وہ بانجھ ہو خود بانجھ بننا چاہے تو اور بات ہے مگر صلاحیتوں کے لحاظ سے آپ کو ان صلاحیتوں سے نوازا گیا ہے۔ جو محمد رسول اللہؐ کے ساتھیوں کی صلاحیتیں تھیں جن کو خدا تعالیٰ نے "رِجَالٌ" نام سے یاد کیا ہے۔ "رِجَالٌ" کا لفظ آپ کے غلاموں کے متعلق استعمال ہوا ہے یہ وہ ہے جس کے ساتھی رجال ہیں۔ وہ آیت یہ ہے کہ —

"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ ..." (سورۃ النور: آیت ۳۸)

"رِجَالٌ" کا مطلب ہے جس میں بچے پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔ محض مرد مراد نہیں۔ تمام انسان نہیں اور نہ اس میں دراصل جنس کی بحث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تمام غلام خواہ وہ مرد تھے خواہ وہ عورتیں تھیں روحانی لحاظ سے سب رجال تھے ان میں مربی صفات تھیں کسی اور کی احتیاج کے بغیر اُن کو بڑھنا آتا تھا۔ رجال کا لفظ جو مربی صفات کا مظہر ہے وہ ان معنوں میں مومنوں پر بھی عائد ہوتا ہے مومنات پر بھی عائد ہوتا ہے۔ تبھی قرآن کریم نے تمام مومنوں کی مثال خواہ وہ مومن عورتیں ہوں یا مومن مرد ہوں مریمؑ سے دی ہے۔ پس اگر آپ محمد رسول اللہؐ کے غلام ہیں تو خدا کہتا ہے کہ آپ کے اندر یہ صلاحیت موجود ہے آپ کو بڑھانا آتا ہے بڑھنا دکھایا گیا ہے۔ آپ کے اندر بڑھنا ودیعت فرمایا گیا ہے کیوں نہیں بڑھتے اس نظر سے

اگر سیکرٹری اصلاح وارشاد اپنی جماعت کا جائزہ لے

اور خدا کے ان شیروں کو بیدار کرنے کی کوشش نہ کرے اور ہر مہینے اس فکر میں مبتلا نہ رہے کہ اس مہینے میں نے کتنے نئے احمدی ایسے پیدا کئے ہیں جن کے اندر اپنی صلاحیتوں کا شعور بیدار ہو گیا ہے وہ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں ان کے

اندر کا مرد جاگ اُٹھا ہے وہ رجال میں شامل ہو گئے ہیں اور وہ اب خدا کے فضل سے وہ کام شروع کر چکے ہیں کہ جس کے نتیجہ میں لازماً انہوں نے بڑھنا ہے۔ پھولنا ہے پھلنا ہے۔ یہ وہ بنیادی کام ہے جو سیکرٹری اصلاح وارشاد کو کرنا چاہئے۔ یہ کام نہیں ہے کہ جو تبلیغ کرنے والے ہیں وہ اُن کے پھل اکٹھے کرے اور اپنی رپورٹ کی طشتری میں سجا کر کسی کو بھجوا دے اور سمجھے کہ میرا کام بہت عمدگی سے پورا ہو گیا۔ یہ تو صرف ڈاکیے کا کام ہے سیکرٹری اصلاح وارشاد کا کام تو وہی ہے جو میں بتا رہا ہوں۔ پھر اس کو جائزہ لینا چاہیئے کہ سارے معاشرے میں کس قسم کے لوگ ہیں۔ کتنے مذاہب ہیں کتنی کتنی قوموں کے لوگ بستے ہیں۔ جب سے میں نے چارج لیا ہے۔ میں نے ان پر نظر رکھتے ہوئے کام کیا ہے ایسا جس سے پہلے کی نسبت زیادہ قوموں تک احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے یا قوموں کے علاوہ زیادہ مذہبوں کی طرف جماعت کا پیغام پہنچ رہا ہے مختلف طبقات ہیں ان تک پیغام پہنچانے کے لئے میں نے کیا کوشش کی۔ اب طبقات کی بات نہ چھیڑیں تو دیکھیں صرف

اساتذہ کا طبقہ

تعلیم یافتہ ترقی یافتہ ممالک میں اتنا بڑا ہے کہ اگر کوئی سیکرٹری اصلاح وارشاد صرف اس طبقے کو پیشِ نظر رکھ کر اپنا جائزہ لے کہ کیا کوششیں میں نے کی ہیں کتنے خلا باقی ہیں کیا چیزیں ہونے والی ہیں تو وہ کانپ اُٹھے گا ہزاروں کی تعداد میں سکول کے اساتذہ ہیں۔ انگلستان میں بھی جہاں تک میرا خیال ہے پچاس ہزار سے تو لازماً زیادہ ہوں گے۔ بہت بڑی تعداد ہے مجھے کوئی اندازہ نہیں اس لئے پچاس ہزار والی جو گنتی ہے اس پر بنا نہیں ہے یہ میں جانتا ہوں کہ بہت بڑی تعداد ہے۔ اتنی بڑی تعداد ہے کہ ایک ایک احمدی کو تقسیم کریں تو کئی کئی اُستاد حصے میں آئیں گے۔

تو کام تو اتنا زیادہ پڑا ہے کہ اگر سیکرٹری اصلاح وارشاد اس کام کا جائزہ لے کر پھر خدا سے دُعا کرتے ہوئے عاجزانہ کوششیں شروع کرے اور اس طبقے کو جماعت کی طرف متوجہ کرنے کے کوئی طریقے ڈھونڈے کہ ان کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ اشتہار بنائے یا بنوائے اور ان کو بتائے کہ ہمارے پاس یعنی جماعت کے پاس آپ کے لئے کیا ہے۔ نصیحت کے کئی پیغام بھیجے۔ ضروری نہیں ہوا کرتا کہ تبلیغ براہ راست کھینچ کر بلانے کو کہتے ہوں تبلیغ پہنچانے کو کہتے ہیں اور پہنچانے کا مطلب ہے نیک بات پہنچانا۔ انبیاء علیہم السلام صرف یہ دعوت نہیں دیا کرتے تھے کہ آؤ اور ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ بلکہ نیکیوں کے پیغام دیا کرتے تھے اور نیکیاں بانٹتے پھرتے تھے۔

آجکل سکولوں میں جو بدیاں رواج پا گئی ہیں، کئی قسم کے خوفناک جرائم وہاں راہ پکڑ گئے ہیں اور آئندہ آنے والی نسلوں کو تباہ کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اُن سے متعلق ایک احمدی دردمندانہ طور پر ایک اپیل کرتا ہے۔ سیکرٹری اشاعت اس اپیل کو پسند کرکے شائع کرواکر جائزہ لینے کے بعد تسلی سے اس کو شائع کرواکر اساتذہ میں تقسیم کرتا ہے تو کم سے کم ان تک یہ پیغام پہنچے گا کہ ہمارے علاوہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو فی الحقیقت ہماری ہمدردی رکھتے ہیں کچھ نیک نیتیں کرتے ہیں۔ سوسائٹی کی اصلاح ہونا بھی ایک کامیابی ہے۔ سوسائٹی کی اصلاح کا لازم مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ضرور احمدی مسلمان ہو جائے۔ اسلامی قدروں کے قریب آنے کا نام اسلام ہے جب یہ قدریں زیادہ بڑھ جائیں تو ان کا اندرونی طور پر دباؤ انسان کو اس مذہب کو قبول کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ جس مذہب سے وہ اس کی قدریں لے کر استفادہ کر رہا ہے

انبیاء کی تاریخ

جہاں تک میں نے قرآن کریم میں پڑھا ہے ان کا رجحان یہی تھا، یہی ان کا دستور تھا، یہی ان کی سنت تھی کہ نیکیاں پھیلاتے تھے اور جہاں نیکیاں قائم ہو جائیں وہاں نیکیوں سے محبت پیدا ہونا لازم ہے بغیر نیکیاں پھیلائے کسی چیز کی طرف دعوت دینا محض بھرتی کرنے کا نام ہے اس کا کوئی بھی فائدہ نہیں پس اس پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے مختلف طبقات کو ایسی

باتیں کہیں جن کی ان کو ضرورت ہے یہ تبلیغ کی ایک طرز ہے اور بھی بہت سے کام ہیں لٹریچر کے شعبے نے جو لٹریچر تیار کیا ہے اُسے مختلف جگہوں تک پہنچانا جہاں شعبہ اشاعت کا کام ہے وہاں اصلاح وارشاد کے سیکرٹری کا یہ کام ہے کہ اپنے مبلغین پر نظر رکھے کہ کس کس ہتھیار کی ان کو ضرورت ہے۔ اور وہ ہتھیار اُن تک پہنچتا بھی ہے کہ نہیں اور کس کس سوال کا ان کو سامنا کرنا پڑتا ہے اس کا جواب اُن کو آتا بھی ہے کہ نہیں۔ کہاں کہاں اسلام اور احمدیت کے خلاف باقاعدہ منتظم طور پر ایک سازش پنپ رہی ہے اور کس طرح احمدی مخلصین کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس پر نظر رکھنا اُس کے جوابات کی طرف کوشش کرنا مختلف داعین الی اللہ کی ضرورتیں پوری کرنے کے علاوہ ان کے لئے دُعا کرتے رہنا اور پھر یہ عمومی نظر رکھنا کہ میرے شعبے میں گزشتہ سال کے مقابل پر اس سال کتنا اضافہ ہوا ہے اگر سو احمدی ہوئے تھے تو اس سال کتنے ہوئے ہیں اور آئندہ سال میں کتنے احمدی بنانے کی صلاحیت رکھتا ہوں اس میں بھی غیر معمولی دیانتداری کی ضرورت ہے کیونکہ بعض لوگ یہ دعوے کر دیتے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی ایک مرتبہ مثال دی تھی کہ دُعا کریں میرے سو احمدی ہو جائیں اور پھر تاریں دینے لگ جاتے ہیں کہ سو احمدی کے لئے دُعائیں شروع کر دیں اور سارا سال خود تبلیغ کے لئے انگلی بھی نہیں ہلاتی ہوتی چپ کرکے بیٹھے رہتے ہیں اور جب وقت گزرنے کے قریب آ جائے تو کہتے ہیں کہ جی ابھی تک سو احمدی نہیں ہوئے اور ان سے اگر پوچھا جائے کہ آپ نے دس سال ہوئے یہ ارادہ کیا تھا۔ ہر سال سال کے آخر پر آپ دُعا کے لئے خط بھی لکھتے رہے اور تاریں بھی دیتے رہے لیکن دس سال میں ایک بھی نہیں بنا تو سو کا دعویٰ کرنے کا آپ کو کیا حق ہے۔ سو کا بلند ارادہ قائم کرنے کا آپ کو کیا حق ہے۔ صداقت سے کام لیں۔ انصاف سے کام لیں۔ جتنی توفیق ہے اس کے مطابق کوشش کریں بڑے بڑے دعووں سے تو کام نہیں بنے گا۔ پس صلاحیت کا صحیح تخمینہ کرنا بھی تو ایک بڑا کام ہے۔ دعوت الی اللہ کے جو سیکرٹری ہیں ان کا اور اصلاح وارشاد کے جو سیکرٹری ہیں اگر وہ الگ الگ ہیں تو آپس میں مشورے کے ذریعہ اور اگر ایک ہی ہے تو اپنے دوسرے ساتھیوں سے مشوروں کے ذریعہ صلاحیت کا تخمینہ کرنا چاہیئے اور صلاحیت کا تخمینہ محض اعداد سے نہیں ہو سکتا کہ اتنے احمدی ہیں اس لئے اتنے ضرور بن جائیں گے۔ صلاحیت کا تخمینہ اس بات سے بھی نہیں ہو سکتا کہ کس نے کتنا وعدہ کیا ہے۔ صلاحیت کا تخمینہ اس بات سے ہو گا کہ سیکرٹری اصلاح وارشاد یا سیکرٹری دعوت الی اللہ ان احمدیوں کا جائزہ لے اور ان کا تخمینہ لگائے کہ کس میں کتنی صلاحیت ہے جس نے گزشتہ دو چار سال میں ایک دو پیدا کئے ہیں ان کی صلاحیت بڑھانے کی طرف کوشش کرے۔ وہ قطعی صلاحیت ہے جو سامنے آ رہی ہے ان کا جائزہ لینا، ان سے قریب کا تعلق قائم کرنا اور ان کی صلاحیت کا اندازہ ہی نہیں لگانا بلکہ ان کی خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کرنا، ان کی صلاحیت کو مزید صیقل کرنا یہاں تک کہ تسلی ہو جائے کہ ہاں میرا سب ایک یا دو یا چار یا پانچ احمدی بنانے کا اہل ہو چکا ہے۔ اس کو صلاحیت کا تخمینہ کہتے ہیں۔ محض رپورٹ میں لکھ دینا کہ جی ہم نے دس ہزار کا وعدہ کر لیا ہے۔ دس ہزار بنا کر چھوڑیں گے اور آخر پر پانچ یا دس نکلتے ہیں اور وہ بھی وہی جو پہلے ہی کام کر رہے ہیں۔ ایسی کے کاموں کے نتیجہ میں نکلتے ہیں تو یہ صورت حال نہ ہے اس کو پیش نظر رکھ کر امراء کو چاہیئے کہ وہ اپنے سیکرٹری اصلاح وارشاد سے بھی ایک میٹنگ کریں۔ جائزہ لیں کہ جب سے وہ بیٹھے گئے ہیں انہوں نے کیا سوچا ہے کیا کچھ کیا ہے اس کے نتیجہ میں جماعت میں کیا ولولہ پیدا ہوا ہے۔ کیا بیداری پیدا ہوئی۔ پھر ولولے اور بیداری پیدا کرنے کے لئے بہت سے طریقے ہیں جو اچھے اچھے کام کرنے والے لوگ ہیں ان کی مثالیں دی جائیں جیسا کہ میں نے ایک دو مثالیں انگلستان کی جماعت کی رکھی ہیں ایسی بے شمار مثالیں ہیں جو دُنیا میں پھیلی پڑی ہیں۔ بہت اخلاص کے ساتھ افریقہ میں بھی اور امریکہ میں بھی اور یورپ اور ایشیا کے ممالک میں بھی ایسے احمدی موجود ہیں جنہوں نے نہایت اعلیٰ نمونے دکھا کر یہ ثابت کر دیا ہے

کہ خدا نے اس جماعت کو صلاحیت عطا کی ہے۔ یہ ثابت کر دیا ہے کہ پیغام میں طاقت موجود ہے۔ پیغام میں جذب اور کشش موجود ہے اگر کوئی انسان کرنا چاہے تو ضرور کر کے دکھا سکتا ہے۔ امریکہ میں نیویارک کے احمدی پہنچے ہیں ان کے متعلق بھی شاید پہلے کبھی میں نے ذکر کیا ہے کہ نہیں مگر ان کی تبلیغ سے دن بدن ان کے ساتھی طلباء احمدی ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ایسے ایسے مخلص احمدی بن رہے ہیں کہ ان کے ماں باپ کے دباؤ ان کی سوسائٹی کے دباؤ لیکن انہوں نے کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کی۔

اسی ضمن میں آج

ایک داعی الی اللہ کا ذکر

آپ کے سامنے کرتا ہوں جن کی شہادت کی آج اطلاع ملی ہے گوجرانوالہ کے ہمارے ایک داعی الی اللہ تھے۔ ان کا نام محمد اشرف صاحب مہر آف جلہن ضلع گوجرانوالہ ہے ۱۹۸۴ء میں یہ خود احمدی ہوئے نوجوانی کے عالم میں یعنی زیادہ عمر نہیں تھی اور بہت جلدی احمدیت میں ترقی کی۔ دعوت الی اللہ کا جنون تھا جو ان کے سر پر سوار تھا۔ مجھ سے بہت گہرا ذاتی محبت کا تعلق تھا۔ ہماری آپس میں خط و کتابت تھی اور بڑی دیر سے مجھے لکھ رہے تھے کہ میں تو جان ہتھیلی پر لئے پھرتا ہوں۔ سارا علاقہ جان کا دشمن ہے اور خون کا پیاسا بنا ہوا ہے سوائے اپنے گھر کے یعنی میری بیوی اور بچوں کے برادری میں کوئی بھی میرا نہیں رہا۔ لیکن مجھے کوڑی کی بھی پرواہ نہیں میں تو اسی کام میں مگن ہوں اور دن رات ان کا یہی پیشہ تھا ان کے اوپر کل رات نہایت ہی بزدلانہ اور کمینہ حملہ ہوا پیرا میڈیکل کوئی تنظیم ہے وہ چونکہ اس میں نائب قاصد تھے ڈاکٹری کا کسی حد تک علم رکھتے تھے۔ تو ایک نوجوان مریض بن کر آیا اور اس نے کہا کہ میں پھر دوبارہ آپ کے پاس آؤں گا۔ وہ پھر اپنے ساتھ ایک اور آدمی کو لے کر ان کے گھر آگیا اور ایک آدمی کا جو تا پتہ دیا اور ان کی حالت یہ تھی کہ کوئی ان کی بات سنے تو اس پر فدا ہو جایا کرتے تھے۔ اس شخص نے صرف اتنا کہا کہ میں بھی ایک قسم کا چھپا ہوا سا احمدی ہوں۔ اسی پر وہ اس پر واری ہونے لگے ایک اور احمدی دوست سے ملانے کے لئے ایک دوسرے گاؤں گئے اس کو علم تھا کہ جس جگہ کا یہ بتاتا ہے۔ وہاں اس نام کا کوئی احمدی نہیں اس نے جب اس کو پکڑا تو اس نے کہا نہیں میں ساتھ کی ایک جگہ کا ہوں۔ بہر حال اپنی معصومیت میں اور تبلیغ کے جوش میں اس سے کہا کہ ہاں پھر کبھی آنا تو وہ دوبارہ اپنے ساتھ ایک اور شخص کو لے کر آیا۔ رات کو انہوں نے بڑے خلوص اور محبت سے اس کے لئے چارپائیاں بچھائیں کھانے کا کہا انہوں نے کہا کہ نہیں ابھی ٹھہر کر پھر ان دونوں نے پیٹ بھر کر ان کے ہاں کھانا کھایا اور رات سوتے میں یعنی ایک دو گھنٹے کے بعد ہی سر پر اور چہرے پر پستول سے فائر کئے اور ان کے بچے پر بھی اور جب تک خون گرم تھا یہ اس کے پیچھے دروازے تک بھاگے لیکن وہاں جاتے ہی گر گئے اور دم توڑ دیا لیکن جو زخمی بچہ تھا وہ بچ گیا ان کی اہلیہ بھی بڑی بہادر اور خدا کے فضل سے بالکل نڈر داعی الی اللہ ہیں ان کے بچوں کا بھی یہی حال ہے اس وقت والدہ نے بچے کو دوڑایا کے ساتھ کے گاؤں میں جہاں وہ ان محمد بخشوں میں سے ایک کو ساتھ لے کر گئے تھے جا کر اطلاع کرو جب اس بچے نے اطلاع دی تو وہ سارے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ تو شہید کا بیٹا ان کو تسلی دلا رہا تھا کہتا ہے آپ کو کیا ہو گیا ہے میرا باپ تو نیک انجام کو پہنچا ہے بڑا بہادر آدمی تھا ہمیں اس بات کی کوئی فکر نہیں ہے خدا ہمارا والی ہے اور میری والدہ بھی اس معاملہ میں بڑی خوش ہے کہ خدا کی چیز خدا کی امانت خدا کو پہنچی اور بہادری کے ساتھ وفا کے ساتھ اس نے سچائی پر جان دی ہے تو ایسے ایسے داعی الی اللہ بھی ہیں جو جان پر کھیل جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ؏

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

جماعت میں تو انشاء اللہ شہیدوں کا کوئی بچہ یتیم نہیں رہ سکتا یتیمی کی تو فکر نہیں کیونکہ ساری جماعت اللہ تعالیٰ کی جماعت جس کی سرپرستی کر رہی ہو وہ یتیم کیسے ہو سکتا ہے لیکن اس بہادری کے باوجود پیاروں کی جدائی اور ایسے اچھے پیاروں کی جدائی کا جو دکھ ہے وہ ایک دم تو نہیں مٹ سکتا بلکہ ایسے دکھ ہوتے ہیں جو وقت کے ساتھ بڑھ جایا کرتے ہیں ابھی چوٹ گرم ہے ابھی پتہ نہیں لگ رہا وقت کے ساتھ ان کی جدائی کا احساس ان کی کمی کا احساس بڑھتا رہے گا۔ وہ بھی شاید اس وقت براہ راست میرا خطبہ سن رہے ہونگے ربوہ والوں کی طرف سے اور دوسری جگہوں سے جو خط مل رہے ہیں ان خطوں سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ بڑے شوق سے خطبوں میں حاضر ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ تو ہماری دیکھنے کی پیاس بجھ رہی ہے کچھ تو قرب کا احساس ہو رہا ہے اس سے اللہ کے فضل سے جماعت کی تربیت پر بھی بڑا فرق پڑ رہا ہے۔ گھر گھر میں جہاں پہلے دوسرے پروگرام دیکھنے کے لئے ٹیلی ویژن کے اڈے ہوا کرتے تھے اب پتہ لگا ہے کہ شوق سے انٹیناز (ANTENNAS) لگا رہے ہیں اور خاص ڈش لگا کر خطبوں میں خود بھی شامل ہوتے ہیں اور ساتھ کے ہمسایوں کو بھی دعوت دیتے ہیں۔ بعض خاندانوں نے اپنے بعض گھروں میں خود ANTENNAS لگائے ہوئے ہیں۔ اور یہ رواج ساری دنیا میں چل پڑا ہے۔ تو مجھے یقین ہے کہ وہ سامنے بیٹھے ہونگے آج شاید ان کا جنازہ بھی ہو چکا ہو تو ان کو میں بہت ہی محبت بھرا سلام پہنچاتا ہوں اپنی طرف سے بھی اور ساری دنیا کی جماعت کی طرف سے بھی مبارک باد دیتا ہوں کہ اللہ نے بڑی سعادت بخشی ہے اور ایسی سعادت بخشی ہے کہ جس کے نتیجہ میں جدائی کا غم ہونے کے باوجود ایک خوشی اور تشکر کا احساس لازماً دل میں پیدا ہونا چاہیئے بڑا خوش نصیب ہے انسان جو اس طرح شان کے ساتھ سر اٹھاتے ہوئے خدا کی راہ میں اپنا سر دے دے اور اس کے بیوی بچے مبارک کے کتنے مستحق ہیں۔ کتنے حسین اخلاق کے مالک ہیں اس غم کے موقعہ پر، صدمے کے موقعہ پر سعادت پر نظر رکھی ہے اور نقصان پر نہیں رکھی اور جو کچھ پایا ہے اس کے زیادہ ہونے کا احساس ہے جس نے ان کو اس وقت سہارا دیا ہے جو کھویا ہے اس کو معمولی سمجھنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے سارے کام خود بنائے ان کے سب بوجھ خود اٹھائے ان کا والی اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ اور اس شہادت کو خدا تعالیٰ بہت پھل لگائے۔ چوہدری محمد علی صاحب کا ایک شعر ایسا ہے جو خدا کے نیک بندوں کو پھول پھل لگنے سے تعلق رکھتا ہے ؎

”وہ برگزیدہ شجر لڑ رہا تھا موسم سے
کہ پھولنا تھا اُسے برگ و بار دینا تھا“

تو احمدیت کا برگزیدہ شجر تو موسم سے لڑتا رہے گا۔ ایک شاخ تراشو گے ایک پھول توڑو گے تو کیا اس شجر کو مار دو گے بہت جاہل ہو یہ تو وہ شجر ہے جو خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے یہ موسم سے اسی طرح لڑتا رہے گا۔ یہ برگزیدہ شجر ہے اسے پھولنا ہے اسے پھیلنا ہے اسے برگ و بار دینا ہے اور دیتا چلا جائے گا۔

پس امانت کا حق ادا کرنے والوں کو یہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ ہماری جان بھی امانت ہے امانت کا حق ادا کرتے ہوئے جان بھی جائے تو وہی مضمون اس پر صادق آتا ہے کہ ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی۔
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

پس اس جذبہ سے اگر احمدی اپنے حقوق ادا کرنے شروع کریں تو دیکھیں دنیا پر خدا تعالیٰ کے فضل سے کتنی جلدی جلدی اللہ تعالیٰ ان کا رعب قائم کرتا ہے ان کو نشو و نما عطا فرماتا ہے ان کو بڑھاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جب کسی کام کرنے والے پر پیار کی نظریں پڑنے لگ جائیں تو وہیں اس نے اپنے مقصد کو پا لیا اور جب خدا کے پیار کی

نظر کسی شجر پر پڑتی ہے تو وہ ضرور پھولتا پھلتا ہے ایسا شجر بانجھ رہ ہی نہیں سکتا تو جو عہدیدار ہیں وہ اس طرح کام کریں اس نیت سے کام کریں کہ اللہ کی رضا کی پیار کی نظریں ان پر پڑنے لگیں اور کام کرنے والے خود اپنے اپنے دائرہ کار میں اسی طرح کام کریں کہ مقصود یہی ہو کہ میرے مولیٰ کی محبت اور تحسین کی نظر مجھ پر پڑنے لگے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھیں کتنے پیار اور کتنے ناز سے بار بار فرمایا ہے۔ ع

سبحان من یرانی ۔ سبحان من یرانی

مجھے کیا فکر ہے، وہ ذات میرا محبوب پیارا اور بہت پاک ہے اور بہت بلند ہے جو ہر حال میں مجھے دیکھ رہا ہے ایک لمحہ کے لئے بھی مجھے اس کی محبت کی نگاہ چھوڑتی نہیں ہے۔ ایسے شخص کے کام کیسے بے پھل کے رہ سکتے ہیں وہی ایک ہے جو آج کروڑ بن گیا ہے۔ تمام دنیا میں جس کے نام کا ڈنکا بج رہا ہے جس کی شہرت زمین کے کناروں تک جا پہنچی ہے آپ میں سے ہر ایک ایک میں وہ صلاحیت موجود ہے جو اگر خدا کے پیار کا مورد بن جائے اس صلاحیت پر خدا کے پیار کی نظر پڑنی شروع ہو جائے تو نشو و نما پکڑے گی ضرور نشو و نما پائیگی ضرور پھول پھل لائے گی۔ امانت کا حق اس طرح ادا کرنے کی کوشش کریں تو دیکھیں پھر خدا تعالیٰ کس طرح آپ سے محبت اور پیار کا سلوک فرماتا ہے۔ اور تمام دنیا میں بڑی تیزی کے ساتھ احمدیت کا پیغام پھیلنا شروع ہو جاتا ہے

ایک دوسرے شہید کا ذکر

ابھی میں کرنا چاہتا ہوں مبشر احمد صاحب چوہدری مبلغ سلسلہ کانو نائیجیریا یہ مبلغ سلسلہ ہیں اور نائیجیریا میں کانو سٹیٹ میں تبلیغی فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ ان کے متعلق آج ہی اطلاع ملی ہے کہ اپنے دیگر دوستوں کے ساتھ تبلیغی سفر پر ایک کار میں کہیں جا رہے تھے تو راستے میں کار ایک کھائی میں گر گئی اور وہاں ہمارے عزیز بھائی مبشر احمد نے تو موقعہ پر ہی دم توڑ دیا اور دوسرے دو ساتھی زخمی ہوئے لیکن اللہ کے فضل سے ان کی حالت خطرے سے باہر ہے یہ شہید ہیں اول اس معنی میں کہ جو بھی مبلغ خدمت دین کے لئے باہر نکلتا ہے اور خدمت دین کی حالت میں جان دیتا ہے بلاشبہ وہ شہادت کا اعلیٰ درجہ حاصل کرتا ہے محض تلوار سے لڑنے والا شہید نہیں ہوا کرتا جو خدا کی خاطر اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر غربت کے حالات میں، تنگی اور تکلیف کے حالات میں خدمت دین کے لئے مختلف میدانوں میں نکلتا ہے جس میدان میں اس پر موت آئے وہ یقیناً شہید شمار ہوگا لیکن پھر اس میدان کے اندر وہ وقت اور وہ جس حالت میں انہوں نے جان دی ہے وہ خاص طور پر تبلیغ پر جاتے ہوئے ۔۔۔ تھا ایک اور تیسری بات جو اس معاملہ میں ان کے مقام اور مرتبہ کو شہادتوں میں ایک نمایاں حیثیت دیتی ہے وہ یہ ہے کہ امیر صاحب نے یہ گواہی لکھی ہے کہ ایک سال پہلے ۔۔۔ مبشر شہید نے یہ بات بتائی تھی کہ ان کو اہلیہ نے لکھا ہے کہ ان ۔۔۔ خواب میں دیکھا کہ مبشر صاحب کو کفن میں لپیٹ کر پاکستان لایا گیا ہے

پس جو کچھ بھی تقدیر تھا ہو گیا۔ ہم اس پر راضی ہیں ہمارا بہت پیارا محبت کرنے والا وجود بہت خدمت کرنے والا بھائی ہم سے جدا ہوا ہے بلکہ ایک بہن دو بھائی آج جدا ہوئے ہیں۔ ان کی جدائی کا صدمہ تو ضرور ہے۔ لیکن راستہ وہی سچا ہے جو ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے کہ ع

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ان شہادتوں کو ہمیشہ نظر رکھ کر اپنی دعا والوں کو یہ سمجھیں کہ جو شہید ہو رہے ہیں وہ اپنے پیچھے ایک پیغام چھوڑ کر جا رہے ہیں اور وہ پیغام

یہ ہے کہ جب تک ہماری پیش گئی جب تک بس چلا ہم نے اپنی تمام طاقتیں اس راہ میں جھونک دی ہیں۔ اب خدا نے ہمیں بلا لیا ہے تو ہم میں طاقت نہیں ہے کہ ہم مزید کچھ کر سکیں اسے وہ جو پیچھے رہ جانے والے ہو! تم اپنے وقت کی قدر کرو دیکھو خدا نے تمہیں مزید خدمت کی توفیق بخشی ہے اپنی ہر طاقت کو اس میں جھونک دو تاکہ جس طرح میں مرتے وقت خدا سے راضی اور خدا مجھ سے راضی ہے تم بھی اس حالت میں جاؤ کہ تم خدا سے راضی ہو اور خدا تم سے راضی ہو پس اس جذبہ کے ساتھ اگر جماعت دنیا میں کام کرے گی تو دیکھیں کہ کتنی جلدی جلدی دنیا کی تقدیر بدلے گی۔ دنیا کے حالات تو بہت ہی گندے ہیں لیکن افسوس ہے کہ لوگ نصیحتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ امانتوں میں خیانت کرتے ہیں اور سوچتے نہیں کہ خدا کے حضور جوابدہ ہوں گے اور کیسے جواب دیں گے۔

بنگلہ دیش کے حالات

آپ کے سامنے ہیں ان کے متعلق میں نے ایک خطبہ میں کھلم کھلا یہ اظہار کیا تھا کہ حکومت اس میں لازماً شامل ہے اور پولیس ذمہ دار ہے اور یہ ایک باقاعدہ سازش کے نتیجہ میں ایسا ہوا ہے وہاں جب بعض لوگوں تک یہ بات پہنچائی گئی تو انہوں نے کہا کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم آپ کو بتا رہے ہیں کہ آئندہ کیا ہو رہا ہے اور کس طرح ہونا ہے وہ خود ثبوت ہے۔ حکومت کا ردِ عمل ثبوت ہے لیکن اب ہمیں ایک ایسا ثبوت ملا ہے جو بالکل کھلم کھلا قطعیت کے ساتھ حکومت کے ملوث ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ جماعت نے مختلف ممالک میں مختلف حکومتوں سے جو احتجاج کئے کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے ایک ملک سیاست کے دائرے سے باہر جا کر وہاں ظلم کر رہا ہے جہاں سیاست کا کام ہی کوئی نہیں ہے اپنے دائرہ کار سے باہر ہو کر ظلم کر رہا ہے یونائیٹڈ نیشنز کا کام ہے تم لوگوں کا کام ہے کہ ان پر دباؤ ڈالو اور ان کو بتاؤ کہ اپنے دائرہ کار کے اندر رہیں اور وہاں بھی انصاف کا معاملہ کریں تو ایک بڑے ملک کے ۔۔۔ طاقتور ملک ہے اس کے وزیراعظم نے اپنے ایک ممبر پارلیمنٹ کو ہمارے معاملہ میں جب اس نے ان کو توجہ دلائی تو جواباً یہ لکھا کہ جو جو باتیں آپ نے بیان کی ہیں درست ہیں اس کے علاوہ بھی انہوں نے بعض باتیں بیان کیں۔ جماعت کو جو نقصان کی اور ظلم کے طریق کی خبر تھی اس سے بہت زیادہ وضاحت کے ساتھ ان کے اپنے ایمبیسیڈر وغیرہ یا جو بھی اس کام پر مقرر ہیں کی طرف سے ان کو اطلاع مل چکی تھی اور انہوں نے کہا۔ یہی نہیں بلکہ وزیر مذہبی امور (جس کو مذہبی امور کا وزیر کہا جاتا ہے) لیکن دراصل وہ مذہبی فتنے کا وزیر ہوتا ہے۔ جہاں جہاں بھی مذہبی امور کے وزیر ہیں آپ بلاشبہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ مذہبی فتنہ پھیلانے کا وزیر ہے جہاں مذہبی فتنہ پھیلانے کی ضرورت نہ ہو وہاں مذہبی وزیر ہی کی ضرورت نہیں ہوا کرتی اور بڑا بد نصیب وہ شخص ہوتا ہے جس کو مذہبی وزیر کے طور پر منتخب کیا جائے اس کے سوا اس کی اور قیمت ہی کوئی نہیں کہ وہ فتنہ پھیلائے تا کہ وہاں بھی فتنوں کے اس وزیر نے اس بیرونی حکومت کے وزیر اعظم کے بیان اور اقرار کے مطابق یہ اعتراف کیا ہے کہ ہاں حکومت نہ صرف ملوث ہے بلکہ حکومت ہی یہ فیصلہ کر بیٹھی ہے کہ یوں ہم نے کرنا ہی کرنا ہے یعنی شروع سے تمام چال حکومت کی چلائی ہوئی ہے میں ان کو نصیحت کر سکتا ہوں کمزور انسان ہوں ایک ایسی جماعت کا سربراہ ہوں جس کا سربراہ سے بڑھ کر ایک ادنیٰ خادم ہوں اور اسی میں میری عزت ہے کہ میں جماعت کا خادم بن سکوں۔ اس لئے میں جانتا ہوں کہ میری بات کا ان پر کسی قسم کا ایسا اثر نہیں پڑ سکتا کہ وہ جھک کر اسے سنیں لیکن سچی اور نیکی کی بات ہو اسے جھک کر سننا خود سننے والے کے مفاد میں ہوتا ہے میرے پاس کوئی طاقت نہیں ہے جس کے زور سے میں یہ بات آپ کے دل میں جاگزیں کر سکوں مگر بنگلہ دیش کی موجودہ سربراہ کو میں توجہ دلاتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی ولولہ انگیز قیادت کا عظیم کارنامہ

جس سے

مخالفین کے کیمپ میں کھلبلی پڑ گئی

مرتبہ: ۔ مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس فاضل انچارج مبلغ بنگال

قرآن مجید نے بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے مطابق جب حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوا اور برحق امام مہدی علیہ السلام بڑی شان سے مبعوث ہوئے تو آسمانی اور زمینی نشانات نے آپ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کی اور آج وہ قافلہ جو قادیان کی سرزمین سے شروع ہوا تھا ۱۳۰ ممالک میں پھیل چکا ہے اور مستقبل قریب میں ساری دنیا میں اسلام کی صداقت کو ثابت کرنے کیلئے عظیم منصوبے خدائی تائید سے بروئے کار لائے جا رہے ہیں اور دشمن ان منصوبوں کو ناکام نہیں کر سکتا حضور انور فرماتے ہیں کہ

"جماعت کے روابط اور اثرات اب اس تیزی سے U.S.S.R یعنی سابقہ روسی ریاستوں میں بڑھ رہے ہیں کہ اس سے حاسدوں اور دشمنوں کے کیمپ میں کھلبلی پڑ گئی ہے"

(خطبہ جمعہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

مواصلاتی نظام کا قیام

ان روابط کے لئے جو حضور انور نے نیا نظام قائم فرمایا ہے جس کی نظیر ابتدائے آفرینش سے نہیں ملتی اور وہ ہے مغرب کے افق سے SATELLITE کے ذریعہ دنیا کے چار بڑے براعظموں میں حضور پُر نور کے ولولہ انگیز خطبات جس کے ذریعہ ایک تو قرآن مجید کی پیشگوئی نہایت شان سے پوری ہوئی کہ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۔ یعنی (ایسے مواصلاتی نظام سے) نفوس کو ملا دیا جائے گا (کہ سب دوریاں ختم ہو جائیں گی) اور مغرب کا انسان مشرق سے اور مشرق کا انسان مغرب سے مل جائے گا اور یہ حضرت امام جماعت احمدیہ کے عظیم الشان خطبات سے ایک افق سے دوسرے افق تک اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچایا جا رہا ہے اب تک مخالفین احمدیت نے پاکستان میں تبلیغ پر مختلف قسم کی پابندیاں لگائی ہیں۔ لیکن حضور نے فرمایا کہ کبھی نے تو انہیں کہا تھا کہ تم خدا کے فضلوں کی بارش کو کیسے روک سکو گے تم زمین پر پابندیاں لگا سکتے ہو خدا تعالیٰ نے وہ فضل آسمانوں سے نازل کرنا شروع کر دیئے اب مخالف ان کو کیسے روک سکے گا اور معزز قارئین ابتدا ذرا غور فرمائیے کہ پاکستان الٰہی منصوبوں کو کیسے روک سکتا ہے۔ جب خدا کا وعدہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ مخالف عارضی طور پر کچھ پریشانی ضرور پیدا کر سکتا ہے لیکن احمدیوں کا ایمان تو یہ ہے کہ تمام عظیم انقلابات اسی نظام کی قیادت میں اللہ تعالیٰ اپنے نئے نشانات کے ذریعہ ترقیات عطا فرماتا ہے اور حقیقت ہے کہ ؎

کچھ اور ہو بڑھ گئے اندھیرے تو کیا ہوا

مایوس تو نہیں ہیں طلوع سحر سے ہم

حیرت انگیز پیشگوئی کا ظہور تیسیح علیل

مفضل بن شاذان کی روایت ہے کہ انہوں نے اپنی غیبت میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ ضرور ہے کہ مہدی کے زمانے میں مومن مشرق میں ہوگا اور اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب میں ہو گا اسی طرح جو مغرب میں ہے وہ اپنے بھائی کو دیکھ لے گا جو مشرق میں ہے۔ (نجم الثاقب)

آج جب کہ عرب و عجم میں نفرتیں بڑھ رہی ہیں اور باہم دست و گریباں ہیں حضور پُر نور کا پُر شوکت پیغام ہر جمعہ کو چار براعظموں میں پھیل جاتا ہے یہ پیغام جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۲ء کے موقع پر سنایا اور دیکھا جانا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کہ مغرب سے اسلام کا سورج طلوع ہوگا دیکھنے والے دیکھیں اور برحق امام پر ایمان لائیں۔

مخالف کیمپوں میں کھلبلی

وہ جس کا فضیلت دشمن بھی اعتراف کرے حضور کے اس عظیم الشان کارنامہ کے باعث مخالف کیمپوں میں کھلبلی مچ گئی روزنامہ جنگ لاہور ۲۵ اگست کے شمارے میں لکھا ہے

قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد کی خبر نے چونکا دیا حیران ہوں باطل پرست ستاروں پہ کمندیں ڈال رہے ہیں۔ لیکن دینی جماعتیں باہم سر پھٹول میں مصروف ہیں ...... مرزا طاہر احمد کا خطاب چار براعظموں میں ٹیلی کاسٹ کیا گیا آسٹریلیا، افریقہ، یورپ، ایشیا ہمارا عالمی روحانی اجتماع عرفات کے میدان میں حج کے موقع پر ہوتا ہے تو حج کی پوری کیفیات اور حرکات و سکنات سیارے کے ذریعہ بعض ایشیائی اور افریقی ملکوں تک بشکل پہنچائی جاتی کسی ملک کے سربراہ کی تقریر یا خطاب سیارے کے ذریعے دنیا بھر میں کبھی ٹیلی کاسٹ نہیں کیا گیا۔ مختلف ممالک میں بڑی بڑی سیاسی جماعتیں اور ان کے قد آور سربراہ موجود ہیں ان کی تقریریں اور بیانات بھی پریس کے ذریعہ پھیلائے جاتے ہیں سیارے کے ذریعہ کبھی ٹیلی کاسٹ نہیں کئے گئے ہمارے ملک میں دو بڑی قومی سیاسی جماعتیں موجود ہیں پاکستان مسلم لیگ بھی کے سربراہ محمد نواز شریف ہیں یا پاکستان پیپلز پارٹی جس کی سربراہ محترمہ بے نظیر زرداری ہیں...... یہ دونوں جماعتیں باری باری ملک کی حکمران رہ چکی ہیں ان دونوں لیڈروں کی تقریریں آج تک نہ ٹیلی کاسٹ کی گئیں اور نہ ہی دوسرے ملکوں میں انہیں پہنچایا گیا۔

میاں نواز شریف ملک کے وزیر اعظم اور غلام اسحاق خان صاحب ایوان صدر میں صدر مملکت ہیں چیف آف سٹاف جنرل آصف نواز جنجوعہ ہیں ان کے خیالات خطابات اور تقریریں بھی آج تک سیارے کے ذریعے ٹیلی کاسٹ نہیں کی گئیں کیونکہ سیارے کے ذریعے ٹیلی کاسٹ کر کے دور دراز ممالک تک اپنے خیالات پہنچانا بہت مہنگا کام ہے جو ہمارے جیسے غریب ملک کی بساط سے باہر ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قادیانیوں کو ... یہ تم کہاں سے ملتی ہے؟ ... ... کرتا ہے؟ ... مرزا طاہر ... ... مل گیا ... ان کی تقریریں اور خطبے چار براعظموں میں ٹیلی کاسٹ ہو رہے ہیں ... ... جماعتوں اور سربراہوں کو یہ دعوت فکر دیں ... کہ خدا کے لئے اسلام کی عظمت ... دین کی سربلندی کے لئے رسول اللہ ﷺ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے صحابہ کے ناموس کی حفاظت کے لئے اکٹھے ہو جائیں جیسے ۱۹۵۳ء میں اکٹھے ہوئے تھے ورنہ مجھے اندیشہ ہے ؎

"تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں"

آج جماعت احمدیہ کے افراد دنیا بھر کے ممالک میں فدائیت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ؎

ہے اکیلا کفر سے زور آزما

احمدی کی روح ایمانی تو دیکھ

(کلام محمود)

جماعت کی ترقی منزل بہ منزل

۱۹۵۳ء کے فسادات میں جب مخالفین نے احمدیت کو ختم کرنے کی پوری تیاریاں کیں اور احمدیوں کے خون سے ہاتھ رنگے حضرت مصلح

موعود رضی اللہ عنہ نے اُس سال کے بجٹ کا اعلان فرمایا کہ ۲۵ لاکھ روپے سالانہ انشاء اللہ ہوگا۔ جس پر جماعت اسلامی کے آرگن نے پریشانی کا اظہار کیا کہ ہم اس جماعت کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور ان کے امام اس قدر بجٹ کا اعلان کر رہے ہیں۔ لیکن اے حق کے دشمنو آج اسی اولو العزم مصلح الموعودؓ کے فرزند ارجمند مرزا طاہر احمد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے سالانہ بجٹ کا اعلان ستاسٹھ کروڑ روپیہ کا فرمایا ہے اور یہ وہ دولت ہے جو فدائیان احمدیت حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ کی ایک آواز پر والہانہ وار پیش کرتے ہیں۔ شاید اس بجٹ کے اعلان سے تو دشمن کے چھکے چھوٹ جائیں اور تم کہتے ہو کہ ختم نبوت کے تحفظ اور ناموس صحابہ کے بہیمانہ ۱۹۵۳ء والے حالات پیدا کر دو تو سُن لو کہ پھر انشاء اللہ جماعت احمدیہ کا بجٹ بہت جلد عربوں میں پہنچ جائے گا۔

سو سال احمدیت کی تاریخ آپ کے سامنے گواہ ہے کہ آپ کو کبھی نا کامی اور شکست ہوئی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ:۔

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت شکست کے لئے نہیں بنائی گئی اس نے لازماً فتح پانا ہے۔ جس میدان میں چاہیں ہمارا تعاقب کرلیں جس معرکہ میں چاہیں ہمیں آزما کر دیکھ لیں ان کے مقدر میں شکست ہے کیونکہ یہ ناکامی کی منادی کرنے والے ہیں یہ نامراد طاقتوں کی منادی کرنے والے ہیں جن کی قسمت میں ناکامی لکھی گئی ہے ان قوتوں کی منادی کرنے والے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی منادی کرنے والوں سے یہ کیسے ٹکرا سکتے ہیں۔ سو سال سے دیکھ رہے ہیں۔ سو سال سے آزما چکے ہیں کبھی ہوا ہے کہ کوئی جماعت احمدیہ کی ترقی روک سکے اسکا توسوال ہی پیدا نہیں ہوتا (خطبہ جمعہ ۲۰ نومبر ۹۲ء)

خدا خود جبر و استبداد کو برباد کر دے گا
وہ ہر سو احمدیت کا آباد کر دے گا
صداقت میرے آقا کی زمانے پر عیاں ہوگی
جہاں میں احمدیت کامیاب و کامراں ہوگی

ملّا لعین عبث اپنے تیشے ہاتھوں میں ڈال رہے ہیں اس جماعت کا کوئی بال بیکا نہ کر سکے گا۔ انشاء اللہ۔

حرف آخر

دیکھئے! بانیٔ جماعت احمدیہ کس یقین سے فرماتے ہیں:۔

”دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بد قسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے ...... اے لوگو تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کیلئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعائیں نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرے۔“

(روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۹)

خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں کہیں روس میں جماعت تیزی سے ترقی کر رہی ہے تو کہیں یورپ میں تو کہیں جرمنی میں اور پھر سیاروں پر کمندیں ڈال کر ساری دنیا میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت حضور پر نور کا وہ عظیم الشان کارنامہ ہے جس پر اسلامی تاریخ قیامت تک فخر کرتی رہے گی۔ انشاء اللہ۔

خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۱۲

کہ دور کی تاریخ نہیں قریب کی تاریخ پر نظر ڈال کر تو دیکھیں۔ جن جن لوگوں نے احمدیت سے یہ سلوک کیا تھا ان کا کیا حشر ہوا۔ اور کیا انجام ہوا اور کیا انہیں بھی احمدیت کا ادنیٰ سا دخل بھی اس انجام میں تھا یعنی ظاہری طور پر احمدیوں کی کوششوں سے کیا وہ اس بد انجام کو پہنچے ہیں جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں ہرگز نہیں۔ احمدیوں کا اتنا دخل ضرور تھا کہ احمدیوں پر ظلم کیا گیا اور خدا تعالےٰ نے خود اس کا انتقام لیا ہے اور آنے والوں کے لئے ایک نصیحت ایک عبرت کا پیغام چھوڑ دیا ہے کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تم سے بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے گا۔ سب سے پہلے امیر فیصل کے ساتھ جو واقعہ ۱۹۷۳ء میں گزرا ہے وہی تھے جنہوں نے مسلمانوں کی لاہور میں جب SUMMIT کانفرنس منعقد ہوئی ہے تو انہوں نے وہاں پوری طرح اس سازش میں شریک ہو کر جماعت کو غیر مسلم قرار دینے کی تو ایکا حامی بھری اور پھر اس کے نتیجہ میں بھٹو صاحب کو یہ حوصلہ ہوا۔ ان کا کیا انجام ہوا۔ کیا اس سے پہلے کبھی کسی سعودی سربراہ کا یہ انجام ہوا تھا۔ ایک غیر معمولی انجام ہے۔ کوئی عام انجام نہیں ہے۔ پھر بھٹو صاحب کی باری آئی۔ ان کو بھی میں نے ایک دفعہ ذاتی طور پر خود سمجھانے کی کوشش کی تھی مگر نہیں سمجھے پتہ نہیں کیسے دباؤ میں آگئے تھے اور وہ جس انجام کو پہنچے ہیں وہ آپ کے سامنے ہے۔ کیا حکومت پاکستان کے کسی سربراہ کا ایسا انجام ہوا۔ پھر ضیاء صاحب کی باری آئی۔ ان کو میں نے اس طرح تو ذاتی تنبیہ نہ کی لیکن خطبہ کے ذریعہ کھلے عام ساری دنیا کو سنا کر تنبیہ کی کہ دیکھو تاریخ اپنے آپ کو اس طرح ضرور دہرائے گی کہ خدا کے بندوں کے ساتھ جس نے ظلم کا سلوک کیا ہے خدا کی تقدیر اس کو خالی نہیں چھوڑے گی۔ ضرور اسے عبرت کا نشان بنائے گی۔ پس میں نے ان کو بتایا کہ رات مجھے اللہ تعالےٰ نے پھر بتایا ہے کہ یہ تاریخ اپنے آپ کو دہرانے والی ہے۔ میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ تم سے کچھ ہو جائے گا۔ اگلا خطبہ آنے سے پہلے پہلے آسمان میں ان کا جہاز پھٹ گیا اور اس کے ساتھ ان کا سارا اسکینڈر تتر بتر ہو گیا اور ذرہ ذرہ ہو کر بکھر گیا۔ تین واقعات گزر چکے ہیں۔ ایک بھی ان میں استثناء نہیں ہوا۔ یہ تین ہی ہیں جنہوں نے اس تمام تاریخ میں جماعت کو غیر مسلم قرار دینے میں مرکزی کردار ادا کیا تھا۔ اگر یہ مجاہد اوّل تھے۔ اگر خدا کی خاطر اور خدا کے دین کی خاطر اور محمد مصطفےٰؐ کے عشق میں ایسا کیا گیا تھا تو کیسا ظالم خدا ہے جو ہر ایسا کرنے والے کے ہاتھ کاٹ دیتا ہے۔ اس کا سر پاش پاش کر چھوڑتا ہے اور اس سے ایسا سلوک ہوتا ہے جو اس جیسوں سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ یہ تمام خدا کی غیر معمولی تقدیر کے مظہر بن چکے ہیں۔ کبھی پاکستان کے کسی سربراہ کو پھانسی نہیں دی گئی۔ کبھی پاکستان کے کسی سربراہ کا جہاز اس طرح آسمان پر پھٹ کر ریزہ ریزہ نہیں ہوا۔ کبھی سعودی عرب کا کوئی بادشاہ اپنے عزیزوں کے ہاتھوں اس طرح ذلت کے ساتھ قتل نہیں ہوا تو اگر بنگلہ دیش کی وزیر اعظم محترمہ نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والی ہوں گی یعنی ان معنوں میں تو ان کی مرضی ہے۔ کوئی ان کو روک نہیں سکتا۔ مگر خدا کی تقدیر کو بھی کوئی روک نہیں سکتا۔ آپ جو چاہیں کریں خدا کی تقدیر ضرور آپ کا تعاقب کرے گی اور آپ کو چھوڑے گی نہیں۔ یہ ایک عاجزانہ نصیحت ہے۔ یہ ان معنوں میں پیشگوئی نہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے معیّن آپ کے متعلق بتایا ہے مگر میں آپ کو یہ بتا دیتا ہوں کہ میں نے ان تین واقعات سے ایک ایسا قطعی نتیجہ نکالا ہے جس پر بناء کرتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو استغفار سے کام لینا چاہیئے۔ توبہ کرنی چاہیئے۔ اپنے ملک کو ان مصائب میں نہ دھکیلیں جو مصائب ایسے ظلم کے بعد ضرور بھیجا کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے اور بنگلہ دیش کے غریب مسلمانوں کا حامی و ناصر ہو۔

خطبہ ثانیہ سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ آج نماز جمعہ و عصر کے بعد ان دونوں شہداء کی نمازِ جنازہ ہوگی۔

نوٹ:۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ (ادارہ)

تصحیح بدر ۱۴/۷ جنوری ۹۳ء کے شمارہ میں صفحہ ۱ کالم ۳-۴ پر عنوان ”ایک عجیب تجربہ“ کی بجائے سہواً ”ایک عجیب تحریر“ لکھا گیا ہے۔ احباب اسکے مطابق درستی فرمالیں۔ (ادارہ)

تبلیغی و تربیتی مساعی

گیا میں پہلی بیعت ۔ حضور انور کی دعا کی قبولیت کا نشان

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے جب ملکی اہمیت کے حامل شہر "دیوگھر" میں پوسٹنگ کے دوران اس ناچیز خادم سلسلہ کو اپنے پیارے آقا و امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص دعاؤں کی قبولیت کے "نشان" کے طور پر "توقعات سے بہت بڑھ کر" "میدان تبلیغ" میں کامیابی ملی اور ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو ایک نئی جماعت قائم کرنے کی توفیق ملی تو خاکسار کی حد درجہ ہمت افزائی ہوئی اور خاکسار نے اپنی تبلیغی مساعی اور تیز کرنے کا تہیہ کر لیا۔ چنانچہ جب اگست ۱۹۸۹ء میں خاکسار تبادلہ ہو کر "گیا" آیا اور تبلیغی مساعی شروع کی لیکن ایک لمبے عرصہ تک کوئی کامیابی نہ ملنے پر ایسا محسوس ہوا کہ جس طرح یہاں کی سرزمین ظاہری طور پر سخت اور پتھریلی ہے اور ندیاں خشک۔ ٹھیک اسی طرح یہاں کے لوگ، دینی علوم سے بے بہرہ اور خوف خدا سے بہت دور ہیں اور یہی وجہ ہے کہ یہاں احمدیت کا پودا نہیں لگ رہا لیکن پھر بھی خاکسار نے ہمت نہیں ہاری اور اپنی مساعی جاری رکھیں اور اپنے پیارے آقا کی خدمت میں خصوصی دعاؤں کی درخواست کرتا رہا اور کسی بھی طرح مایوسی کو اپنے پاس بھٹکنے نہیں دیا۔ خاکسار کے ساتھ برادرم مکرم سید ناصر احمد صاحب آف گیا نے بھی تبلیغی کاموں میں برابر کا حصہ لیا اور اس طرح ہر طرف احمدیت کا چرچہ ہونے لگا

اسی دوران اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کو "صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱" میں شمولیت کا موقعہ نصیب فرمایا اور اس ناچیز کو اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ پیارے آقا نے قادیان کی مقدس سرزمین پر خصوصی ملاقات کے دوران جب ازراہِ شفقت اس ناچیز خادم سلسلہ کو "...... بہت اچھے مبلغ" کے لقب سے پکارا تو اس ناچیز کی آنکھیں خوشی سے آنسوؤں میں ڈبڈبا آئیں اور میں نے یہ تہیہ کر لیا کہ چاہے جو بھی ہو اپنے پیارے آقا کے اس لقب کو پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور خصوصی دعائیں کر کے برقرار رکھنے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ آخری بار جب پیارے آقا نے امرتسر ریلوے اسٹیشن پر ازراہِ شفقت خصوصی ملاقات کا اس ناچیز کو موقعہ دیا تو خاکسار نے خاص طور سے دیوگھر اور گیا میں اپنی تبلیغی مساعی سے متعلق بتایا اور جب یہ بتایا کہ گیا میں خاکسار کے تین سال مکمل ہونے کو ہیں اور ابھی تک میدان تبلیغ میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی ہے تو حضور انور خصوصی دلچسپی کے ساتھ اس ناچیز کی باتیں سنتے رہے اور مزید خاکسار سے تبلیغی مساعی سے متعلق دریافت کرتے رہے اور آخر میں آپ نے اس ناچیز کو زریں نصائح سے نوازتے ہوئے خصوصی دعائیں دیں جس سے اس ناچیز کی حد درجہ ہمت افزائی ہوئی اور مجھے کامل یقین ہو گیا کہ اب انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں اس خشک اور سخت پتھریلی سرزمین پر بھی ضرور کامیابی ملے گی۔ چنانچہ وہاں سے گیا واپس لوٹنے پر میں نے حضور انور کی ہدایات کی روشنی میں اپنی تبلیغی مہم کو نئے سرے سے تیز تر کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی کامیابی کے لئے دعاؤں پر مزید زور دیا۔ لہٰذا اس کے بعد جو ماہی تبلیغی رپورٹ ماہ جنوری تا مارچ ۱۹۹۲ء خاکسار نے اپنے پیارے آقا کی خدمت میں ارسال کی حضور نے اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا کہ

"...... اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ خدا کے فضل ...... زیادہ توجہ، لگن، حکمت اور سلیقے کے ساتھ دعوت الی اللہ کے جہاد میں مصروف ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو دائمی اور شیریں ثمرات سے نوازے اور توقعات سے بڑھ کر ان کے پاکیزہ نیک اثرات اور نتائج ظاہر فرمائے۔ خدا کرے کہ جلد آپ کی طرف سے بیعتوں کی خوشخبریاں ملنے لگیں ...... اور آپ کا ہر آنے والا دن اس میدان تبلیغ میں پہلے سے بہتر ثابت ہو ......"

الحمد للہ کہ ہمارے پیارے آقا کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان کے طور پر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے خاص فضل سے صرف تین مہینوں کے اندر ہمیں "میدان تبلیغ" میں ۹۲/۹/۳۰ کو بین الاقوامی اہمیت کے حامل شہر گیا" میں جہاں حضرت بودھ علیہ السلام نے گیان پراپت کیا تھا۔

...... لیکن بظاہر خشک اور سخت پتھریلی زمین نظر آتی ہے پہلی کامیابی عطا کر دی اور مکرم سید شمیم الدین صاحب ہیڈ کلرک گیا ریلوے اسٹیشن نے بیعت کر لی جو ایک بہت ہی نیک مخلص صاحب علم اور بہت اچھی دینی و دنیوی علوم کے جانکار شخص ہیں۔ اتنا ہی نہیں اس سے قبل جب ۹۲/۹/۳۰ کو خاکسار نے نئی قائم کردہ جماعت احمدیہ دیوگھر کا دورہ کیا تو وہاں کی حد درجہ مخالفت کے نتیجہ میں اور پیارے آقا کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان کے طور پر مکرم حیدر علی صاحب ایڈوکیٹ کی اہلیہ مکرمہ ہاجرہ خاتون صاحبہ بفضلہ تعالیٰ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئیں جو جماعت احمدیہ دیوگھر کی بیعت کرنے والی پہلی خاتون ہیں۔ اس طرح ہمارے پیارے آقا کی دعائیں ہمارے حق میں لفظ بلفظ پوری ہو گئیں جو آپ کی دعاؤں کی قبولیت کا ایک زندہ نشان ہے ؏

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔

ازدیادِ ایمان کے طور پر اس بات کا ذکر کرنا بھی خاکسار مناسب سمجھتا ہے کہ گیا سے پہلے دیوگھر میں جماعت احمدیہ کا جو پودا لگا تھا وہ اب ایک تناور درخت کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے جس کی تاب نہ لا کر مخالفین نے اپنی طرف سے ہر شر و مکر کا راستہ اختیار کیا اور مخالفت کی انتہا کر دی اور احباب جماعت کا ظاہری طور پر جینا مشکل کر دیا۔ چنانچہ خاکسار نے جب تمام باتوں سے اپنے پیارے آقا کو آگاہ کیا تو آپ نے ازراہ شفقت اپنے مکتوب میں خاکسار کو تحریر فرمایا کہ ......

"...... ان بیعتوں کے نتیجہ میں وہاں جو مخالفت شروع ہوئی ہے انشاء اللہ العزیز اس علاقہ کے لئے کھاد کا کام دے گی جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ اس مخالفت کے نتیجہ میں تبلیغ کے لئے بڑی اچھی راہیں نکل آئی ہیں۔ الحمد للہ۔ اب ایسے مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ خدا کرے کہ یہ سارا علاقہ جلد از جلد احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے منور ہو ......"

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان کے طور پر اب وہاں کی حالت یہ ہے کہ یہ ناچیز خادم سلسلہ اب جب بھی دیوگھر کے دورے پر جاتا ہے اس لگائے ثمر آور درخت سے ایک نہ ایک شیریں پھل توڑ کر لے آتا ہے اور اپنے پیارے آقا کے حضور پیش کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب وہاں احمدیت کے شیدائی مکرم عبدالرشید صاحب مالک رحمانیہ ہوٹل نے دو گھٹے زمین مسجد احمدیہ کے لئے دینے کا وعدہ کیا ہے احمدیت کے فدائی مکرم حیدر علی صاحب ایڈوکیٹ کی دن رات کی تبلیغی مساعی اور اس ناچیز کے اس علاقہ میں وقتاً فوقتاً دوروں سے اور پہلے وہاں قریب چار سالوں کے قیام کے دوران نمونے کے نتیجہ میں دیوگھر کے علاوہ مدھو پور، ہزاری باغ اور دیگر اہم علاقوں میں بھی احمدیت کا پیغام پہنچ چکا ہے اور نیک فطرت لوگ احمدیت کی صداقت کی جستجو میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پوری امید ہے ہمارے پیارے آقا کی دعائیں کہ ...... "خدا کرے یہ سارا علاقہ جلد از جلد احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے منور ہو ......" ضرور پوری ہوں گی

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

سبھی احمدیان کی استقامت دینی و دنیوی ترقیات اور شر پسندوں کے ہر شر و مکر سے محفوظ رہنے کے لئے اور خادم دین و نیک صالح بننے کے لئے نیز زیادہ سے زیادہ مقبول خدمت دین کی توفیق پانے کے لئے دعا کی درخواست ہے

والسلام خاکسار

محمد عبد الباقی خادم سلسلہ گیا۔ بہار

لجنہ و ناصرات الاحمدیہ کیرنگ کا مقامی اجتماع

خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کیرنگ کا مقامی سالانہ اجتماع مورخہ ۱، ۲، ۳، ۴ اکتوبر کو جامع مسجد احمدیہ کیرنگ میں منعقد ہوا رات ۳ بجے نماز تہجد کے لئے مائیک کے ذریعہ جگایا گیا تمام لجنہ و ناصرات نے جامع مسجد میں باجماعت نماز تہجد اور نماز فجر پڑھی بعد نماز فجر مسجد کے ارد گرد وقار عمل کیا گیا۔ اجتماع کا پروگرام تین دن تک جاری رہا ۵۰ ممبرات لجنہ نے شرکت کی اور مقابلہ میں ۷۰ لجنات اور ۸۰ ناصرات نے حصہ لیا

مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو روز ۴ بجے پہلا جلسہ مکرمہ جمیلہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کیرنگ کی زیر صدارت شروع ہوا قرآن کریم کی تلاوت کے بعد صدر اجلاس نے لوائے احمدیت لہرانے کی رسم ادا کی جب لوائے احمدیت نہایت پروقار انداز سے فضا میں لہرانے لگا تو فضا نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر اسلامی نعروں سے گونج اٹھی پرچم کشائی کے بعد بچوں نے احمدیت کے ترانے مل کر گائے بعدہ حضور انور کے پیغام اور سالانہ رپورٹ پڑھی گئی۔ صدر اجلاس نے اختتامی خطاب میں تربیتی امور کے بارے میں توجہ دلائی اور اجتماع کے پروگرام میں تعاون اور اس کی کامیابی کے لئے اور حضور انور کے لئے دعا کی گئی۔ بعدہ لجنہ کے مقابلہ تلاوت اور ناصرات کے اردو اڑیہ نظم کے مقابلہ کرائے گئے۔

مورخہ ۳ اکتوبر کی صبح ۹½ بجے زیر صدارت منصورہ بیگم صاحبہ پہلی نشست کا آغاز ہوا تلاوت اور نظم کے بعد تلاوت ناظرہ لجنہ اڑیہ و اردو نظم ناصرات لجنہ کے مقابلہ جات کرائے گئے۔

دوسری نشست کا آغاز بعد دوپہر زیر صدارت مکرمہ امۃ الحکیم صاحبہ شروع ہوا تلاوت اور نظم کے بعد علمی مقابلہ جات ہوئے دوسرے دن کی آخری نشست رات ساڑھے آٹھ بجے اختتام پذیر ہوئی۔

مورخہ ۴ کو صبح ۹½ بجے آخری دن کی پہلی نشست کا آغاز زیر صدارت جمیلہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ شروع ہوا قرآن کریم کی تلاوت اور نظم کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات کرائے گئے۔

دوسری نشست کا آغاز بعد دوپہر زیر صدارت امۃ الحی صاحبہ ہوا قرآن کریم کی تلاوت اور نظم کے بعد مقابلہ تقاریر لجنہ اور تقاریر ناصرات ہوا۔ صدر لجنہ اماء اللہ کیرنگ نے اختتامی خطاب فرمایا اور دعا کے فوائد بتائے بعدہ صدر اجلاس نے خطاب کیا اور دعا کرائی گئی اور جملہ مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والی لجنہ و ناصرات میں انعامات تقسیم کئے گئے اور بفضلہ تعالیٰ سالانہ مقامی اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔

(مرسلہ دفتر لجنہ اماء اللہ بھارت)

پینویل میں عالمی اسلامی نمائش کے موقعہ پر احمدیہ بک سٹال

گذشتہ دنوں روزنامہ انقلاب میں شائع ایک اشتہار پر کو پینویل میں عالمی اسلامی نمائش کی جگہ پر اسٹالز کی جگہ دستیاب ہے جماعت احمدیہ بمبئی نے تین اسٹال حاصل کئے۔

۱۸ اکتوبر کی شام ساڑھے تین بجے نمائش کا افتتاح ہونا تھا اس سے پہلے ہی خدام نے اسٹال تیار کر کے اس میں کتابیں سجا دیں۔ اس نمائش کا افتتاح جناب طارق انور صاحب صدر قومی تنظیم نے فرمایا اجلاس کے بعد محترم طارق انور صاحب ہمارے بک اسٹال پر بھی تشریف لائے جہاں انہیں تین کتابیں پیش کی گئیں اور بعض کتب انہوں نے خود خریدیں۔ اسی طرح ہمارے اسٹال پر جناب سلیم ذکریا سابق صدر جج کمیٹی اور نئی بمبئی کے صدر بلدیہ جناب ہربنس سنگھ صاحب بھی تشریف لائے جنہیں لٹریچر پیش کیا گیا۔

دوسرے دن نمائش ہال کی گراونڈ میں ایک سیمینار تھا جس کی صدارت جناب نعیم خان صاحب (تھانہ کے میئر) نے فرمائی ان کی خدمت میں بھی تعارف کے ساتھ لٹریچر پیش کیا گیا جسے انہوں نے بڑی خوشی سے قبول فرمایا۔

دو دن تک تو اسٹال بخیر و خوبی چلتا رہا لیکن تیسرے دن پینویل کے بعض مسلم نوجوانوں نے اسٹال پر آکر شرارت شروع کر دی اور اسٹال بند کرنے کو کہا جب خدام نے ان کی بات نہ مانی تو انہوں نے کتابیں پھاڑنی شروع کر دیں جس اسکول میں یہ نمائش لگی ہوئی تھی انہوں نے بھی اسٹال بند کر دینے پر زور دیا۔ لہذا مجبوراً اسٹال بند کرنا پڑا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے مجموعی لحاظ سے اسٹال نہایت کامیاب رہا فروخت کتب کے علاوہ مفت لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا اور کئی افراد تک پیغام احمدیت پہنچانے کا موقعہ ملا۔ اس اسٹال میں محترم حافظ ساجد ناصری صاحب جناب عبد الصمد صاحب جناب محمد صادق صاحب اور محترم خالد حسین صاحب انجینئر حامد اللہ صاحب غوری کی محنت قابل ذکر ہے اور خاص دعاؤں کے مستحق ہیں ان کے علاوہ اور خدام نے بھی اس میں بڑی دلجمعی سے کام کیا جزاھم اللہ

(برھان احمد ظفر مبلغ سلسلہ بمبئی)

منقولات

پاکستانی احمدیوں کو اظہار کی آزادی سپریم کورٹ کا اہم فیصلہ

لاہور - ۹ جنوری (اے پی) پاکستان کے احمدیہ مسلمانوں نے حال ہی میں سپریم کورٹ میں ایک ایسا مقدمہ جیت لیا ہے جس سے انہیں اظہار خیال کی آزادی حاصل ہو گئی ہے۔ پاکستان میں اس وقت ۵ لاکھ احمدی مسلمان ہیں جنہیں ایک آرڈیننس کے ذریعے غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ سپریم کورٹ نے بدھوار کو ایک تاریخی فیصلہ دیا کہ احمدی مسلمان اب تہنیتی کلمات السلام علیکم۔ وعلیکم السلام اور انشاء اللہ وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں۔ اس فیصلے کی روشنی میں پاکستان کی جیلوں میں بند ان احمدی مسلمانوں کو بھی رہا کر دیا گیا ہے جو اس پابندی کی پاداش میں سزائیں بھگت رہے تھے۔ یا انکے خلاف مقدمات زیر سماعت تھے۔ یاد رہے کہ متعصب مسلمانوں کا کہنا ہے کہ احمدی مسلمان ملحد ہیں اور سچے مسلمان نہیں اور روایتی اسلامی تہنیتی کلمات استعمال کر کے مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۱۹۸۴ میں ایک آرڈیننس کے ذریعے انہیں غیر مسلم قرار دیکر تعزیرات پاکستان میں ترمیم کی گئی جسکے تحت پابندیوں کی خلاف ورزی کرنے پر سزائے موت دینے کا انتظام ہے۔ احمدی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح موعود اس صدی کے آغاز سے پہلے زمین پر آئے تھے اور وہ مرزا غلام احمد مسیح موعود ہی تھے جنہوں نے گذشتہ صدی کے آخر میں احمدیہ فرقہ کی بنیاد رکھی تھی۔ لیکن متعصب مسلمانوں کا کہنا ہے کہ مسیح موعود جن کا ذکر مقدس قرآن میں ہے کا ابھی ظہور نہیں ہوا۔ اس اختلاف کی بنا پر انہوں نے احمدی مسلمانوں کے خلاف جہاد شروع کر رکھا تھا۔ پاکستان میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کے بعد ان پر سرکاری ملازمتوں کے دروازے بند کئے گئے ہیں ان پر اسرائیل کیساتھ سازباز کر کے پاکستان کو خطرے میں ڈالنے کا بھی الزام ہے۔

(ہند سماچار جالندھر ۱۰ رجنوری ۱۹۹۳ء)

کولمبو (شری لنکا) میں جماعت احمدیہ کا پندرھواں جلسہ سالانہ۔ بقیہ صفحہ اوّل

"شری لنکا کی جماعتِ احمدیہ بہت پرانی جماعتوں میں سے ایک ہے۔ ابتدائی دنوں میں قادیان سے بعض واقفین زندگی دنیا کے مختلف اطراف میں بھیجے گئے تھے۔ ان مبلغین نے اپنی انتھک کوششوں اور مختلف قربانیوں کے ذریعہ لوگوں کو جہالت کی تاریکی سے نجات دے کر روحانی روشنی سے منور کرکے ایک انقلاب برپا کیا۔ اُن ایام میں جس قسم کی روحانی ترقی کی ضرورت تھی اُسے پورا کرنے میں وہ لوگ کامیاب ہو گئے۔ ان کی انتھک کوششوں کے نتیجہ میں دنیا کے مختلف علاقوں میں سینکڑوں مساجد تبلیغی مراکز اور تعلیمی و طبی مراکز قائم ہوتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔

شری لنکا کی اقوام کے جسمانی اور اخلاقی ارتقاء کے لئے بہت ساری مؤثر خدمات بجالانے کی توفیق جماعت احمدیہ شری لنکا کو حاصل ہو رہی ہے۔ یہ بات مختلف جلسہ سالانہ میں آنے والے شری لنکا کے نمائندگان سے معلوم ہوتی ہے۔

تاہم شری لنکا سے تعلق رکھنے والے ہر احمدی کو اپنے اندر ایک فوری اور نمایاں تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ صرف زبان سے ایمان کا اقرار کرنا بہت آسان بات ہے۔ لیکن اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا اتنا آسان نہیں۔ لہٰذا ہم میں سے ہر ایک کو اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم پرانے زمانہ کی عادات و اطوار اور رسم و رواج کو مکمل طور پر ترک کر چکے ہیں یا نہیں۔ کیا ہم اپنی زندگی کلیۃً اسلام کے نظام حیات کے مطابق بسر کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا نہیں۔

اس کے لئے ہمیں بار بار شرائطِ بیعت کو یاد کرکے انہیں اپنانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ شری لنکا کی جماعت احمدیہ کو دیگر ممالک کے لیے بھی مشعلِ راہ کے طور پر بہترین نمونہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میری گہری محبت اور مخلصانہ دعائیں ہمیشہ آپ لوگوں کے ساتھ ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو!"

اس کے بعد صدارتی تقریر کے علاوہ دو تقاریر ہوئیں۔

دوسری نشست

دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر و عصر اور تناول کے بعد خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تین مقامی مقررین کے بعد خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت احمدیہ کی برکات کے عنوان پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

خاکسار کی تقریر کے دوران غیر احمدی مسجد کی مجلس عاملہ کے ممبران اور دیگر سرکردہ افراد نے بیٹھ کر پوری تقریر سماعت کی۔ خدا کے فضل و کرم سے پچھلے سالوں کی نسبت امسال کا جلسہ سالانہ ہر جہت سے بہت بابرکت اور کامیاب ثابت ہوا۔

بیعتیں

اس جلسہ کے دوران ساٹھ افراد کو بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے۔ آمین۔

پولہ ناروے

مورخہ ۹ر دسمبر کو یہاں سے ۲۰۰ کیلومیٹر دور واقع POLANARUVA میں ایک جلسۂ عام کا انتظام کیا گیا۔ اس میں شرکت کے لئے یہاں سے دو ویتوں میں احباب و مستورات صبح ۹½ بجے روانہ ہوکر دس بجے کے قریب پولہ ناروے میں پہنچے۔ ہماری لجنہ کی ممبرات غیر احمدی گھرانوں میں لٹریچر وغیرہ لے کر گئیں۔ اور خوب تبلیغ کرتی رہیں۔ دوسری طرف ہم مسجد احمدیہ میں آنے والے غیر احمدی افراد سے تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔

بعد نماز ظہر و عصر مسجد احمدیہ میں محترم محمد ظفر اللہ صاحب نیشنل صدر کی زیر صدارت منعقدہ تبلیغی جلسہ کو خاکسار نے مخاطب کیا۔ اس کے بعد غیر احمدی حاضرین کے مختلف سوالات کا خاکسار نے جواب دیا۔ اس کے بعد اُسی دن شام کو ہم سب واپس روانہ ہوکر رات کو نگمبو پہنچے۔

تربیتی اجلاسات

مورخہ ۱۲ر دسمبر کو نگمبو میں اور ۱۳ر دسمبر کو کولمبو میں تربیتی اجلاسات ہوئے دونوں اجلاسوں میں شرکت کے لئے دیگر مقامات سے بھی احباب و مستورات غیر معمولی طور پر کثیر تعداد میں حاضر ہوئے تھے۔ خاکسار نے دونوں اجلاسوں میں مختلف تازہ مسائل پر روشنی ڈالتے ہوئے خلافت کی برکات کے نتیجہ میں اُن کا حل پیش کیا۔

دونوں اجلاسوں میں غیر احمدی احباب بھی کافی تعداد میں حاضر ہوئے تھے۔

مورخہ ۱۶ر دسمبر کو مسجد احمدیہ نگمبو میں مجلس خدام الاحمدیہ کا ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ مقامی خدام کے علاوہ خاکسار نے بھی اجلاس کو مخاطب کیا۔

واپسی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے شری لنکا کے کامیاب دورہ کے بعد مورخہ ۱۸ر دسمبر کو رات کے دو بجے خاکسار کولمبو سے بذریعہ طیارہ روانہ ہو کر ۲½ بجے مدراس اور دوسرے دن کالیکٹ پہنچا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس دورے کے دور رس نتائج پیدا فرمائے۔ آمین ؟

دعائے مغفرت

مورخہ ۶ر دسمبر ۹۲ء بروز اتوار بوقت صبح نو بجے اچانک طویل علالت کے بعد مکرم سیٹھ محمود احمد صاحب چنتہ کنٹہ وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم صبح بحالتِ صحت نیند سے بیدار ہوئے۔ بوقت ناشتہ نوالہ گلے میں پھنس جانے اور تنفس رکنے سے پریشان ہوئے۔ کافی کوشش کے بعد کچھ ٹکڑے نوالے کے باہر نکالے گئے۔ اسی اثناء میں مولائے حقیقی کو پیارے ہو گئے۔ مرحوم ملنسار، خوش گفتار اور خدمتِ خلق کا جذبہ رکھنے والے احمدی تھے۔ مکرم سیٹھ محمد حسین صاحب چنتہ کنٹہ مرحوم کے بیٹے اور مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کے چھوٹے بھائی تھے۔ اپنے پیچھے غم زدہ دو بیٹے اور چار بیٹیاں اور کافی رشتہ دار چھوڑے ہیں۔

قارئین سے مرحوم کی مغفرت۔ درجات کی بلندی اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(سیٹھ) محمد اسماعیل امیر جماعتِ احمدیہ چنتہ کنٹہ

درخواست ہائے دعا

● محترم گیانی عباد اللہ صاحب سابق مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ مختلف عوارض کی وجہ سے آجکل میامی (امریکہ) کے ہسپتال میں بغرض علاج داخل ہیں۔ اُن کی شفایابی کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ (منور احمد نعیم امریکہ)

● میرا بیٹا قمر احمد آفتاب گردوں کی تکلیف کی وجہ سے ہسپتال میں زیر علاج ہے ڈاکٹری معائنہ پر پتہ چلا ہے کہ دونوں گردے سکڑ کر 6 cm. ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹروں نے آپریشن اور تبدیلی گردہ کے لئے کہا ہے۔ احباب کرام سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم موصوف کو کامل و عاجل شفایابی عطا فرمائے۔ آمین۔ (ڈاکٹر آفتاب احمد تیماپوری)

دورہ نمائندگانِ وقفِ جدید

جملہ امراء و صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال و وقف جدید نیز مبلغین و معلمین کرام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دفتر ہذا کے درج ذیل نمائندگان بقایا چندہ وقف جدید کی وصولی و سال ۱۹۹۳ء کے وعدہ جات حاصل کرنے کے لئے دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں۔ اُن کے ساتھ ہر ممکن تعاون کی درخواست ہے۔

ایسے افرادِ جماعت جو ۱۹۹۳ء کا چندہ وقف جدید رمضان المبارک میں ادا کریں گے اُن کے اسماء بغرض دعا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں بھجوائے جائیں گے۔

(۱)۔ مکرم چوہدری مظفر اقبال صاحب چیمہ نائب ناظم وقف جدید برائے صوبہ بنگال و اڑیسہ۔
(۲)۔ مکرم مولوی سید صباح الدین صاحب برائے بنگلور۔ کیرلہ۔ تامل ناڈو۔
(۳)۔ مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم برائے صوبہ آندھرا و کرناٹک۔
(۴)۔ مکرم مولوی عبد القدوس صاحب برائے صوبہ یو۔پی۔ بہار۔ راجستھان۔

اُمید ہے جملہ عہدیداران جماعت اور احباب کرام ان نمائندگان سے پورا پورا تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

ناظم وقف جدید قادیان

سال ۱۹۹۳ء میں تبلیغی و تربیتی جلسوں کا پروگرام

عہدیداران، مبلّغین اور معلّمین کرام جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے گزارش ہے کہ درج ذیل پروگرام کے مطابق شایانِ شان رنگ میں جلسوں کا اہتمام کریں اور بروقت مختصر اور جامع رپورٹیں نظارت ہذا کی معرفت اخبار بدر کو بھجوائیں۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کم از کم چار جلسے دورانِ سال منعقد کئے جائیں۔ بسہولت کے مطابق تاریخوں میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

(۱)۔ جلسہ یومِ مصلح موعودؓ ———— ۲۰ر فروری (تبلیغ) ۱۳۷۲ ہش / ۱۹۹۳ء
(۲)۔ جلسہ یومِ مسیح موعودؑ ———— ۲۳ر مارچ (امان) 〃
(۳)۔ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ——— ۲۵ر اپریل (شہادت) 〃
(۴)۔ جلسہ یومِ خلافت ———— ۲۷ر مئی (ہجرت) 〃
(۵)۔ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ——— ۲۷ر جون (احسان) 〃
(۶)۔ ہفتہ قرآن کریم ———— یکم تا ۷ر جولائی (وفا) 〃
(۷)۔ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ——— ۳۱ر اگست (ظہور) 〃
(۸)۔ جلسہ پیشوایانِ مذاہب ———— ۵ر ستمبر (تبوک) 〃
(۹)۔ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ——— ۲۸ر اکتوبر (اخاء) 〃
(۱۰)۔ یومِ تبلیغ ...... کم از کم سال میں دو مرتبہ ماہِ جون و ماہِ نومبر ۱۹۹۳ء
(ایک صوبائی سطح پر اور ایک ملکی سطح پر)

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ضروری اعلان

قارئینِ بدر کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم اے۔ پی کنہامو صاحب امیر جماعت کالیکٹ کو صوبائی امیر کیرلہ اور مکرم ڈاکٹر پی منصور احمد صاحب منور کو نائب صوبائی امیر کیرلہ مقرر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو احسن رنگ میں خدماتِ سلسلہ کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

ناظر اعلیٰ قادیان

معذرت

فضلِ عمر پرنٹنگ پریس میں فنی خرابی کے باعث اخبار بدر کے ۲۱ر اور ۲۸ر جنوری کے شمارے یکجائی صورت میں قارئینِ بدر کی خدمت میں پہنچ رہے ہیں۔ نیز ۷ر اور ۱۴ر جنوری کے شمارہ میں تاخیر اور پرنٹنگ کی خرابی بھی اسی باعث ہوئی ہے۔

ادارہ اس کے لئے معذرت خواہ ہے۔

منیجر بدر

روایتی زیورات، جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹرز:- حنیف احمد کامران، حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان

PHONE :- 04524 - 649.

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرّحیم جیولرز

پروپرائیٹرز:- سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ:- خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون:- ۶۶۴۴۴۳

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP.
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES / GIFT ITEMS ECT.
MAILING ADDRESS } 4378/4B. MURARI LAL LANE, ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121 SHELKA NEW DELHI.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)

C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES,
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS.
۱۶۔ میسنگولین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبوی
اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ
(ندامت یا پشیمان ہونا ہی اصل توبہ ہے)
(منجانب)
بعض اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:- OFFI.- 6378622 RESI.- 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCEITY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY - 800099.

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بانی پولیمرز۔ کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:-
43-4028-5137-5206
YUBA
QUALITY FOOT WEAR

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
(کشتی نوح)
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے۔
NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.